

ہندوستان میں عورتوں کو درپیش مسائل و مشکلات

مولانا محمد شمشاد ندوی

MUJAHID.
XTGEM.COM

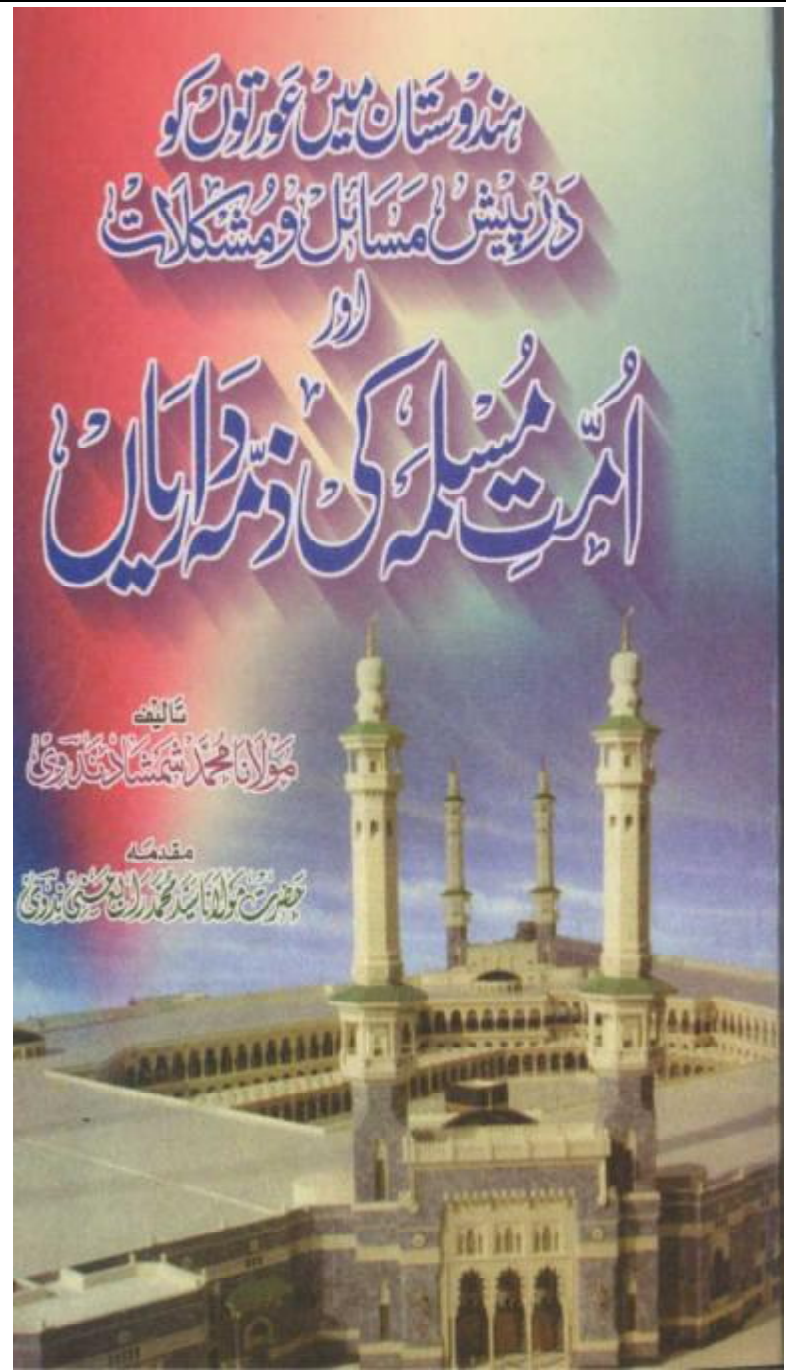
ناشر

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

corp.off: 2158 M.P.street. pataudhi house.DaryaGanj N.Delhi

phone:011-23289786/23289159/23262486

E-mail:farid@vanl.net. in



جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : ہندوستان میں عورتوں کو درپیش مسائل اور مشکلات
مصنف : مولانا محمد شمشاد ندوی
سن اشاعت : ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء
ایڈیشن : اول
تعداد : ۳۰۰۰
صفحات : ۱۲۰
کمپیوٹر کتابت : گلوبل اُردو کمپیوٹرس، رام گنج بازار، جے پور
ناشر : فرید بک ڈپو پرائیویٹ لمیٹڈ، نئی دہلی

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ ندویہ، دارالعلوم ندوہ العلماء، لکھنؤ

(۲) مکتبہ امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ، بہار

(۳) جامعہ الہدایہ، رام گڑھ روڈ، جے پور

MUJAHID.
XTGEM.COM

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	مقدمہ	۶
۲	پیش لفظ	۸
۳	ابتدائیہ مؤلف	۱۱
۴	لڑکیوں کو زندہ دفن کیے جانے کے خلاف اسلام کا بے مثال کردار	۱۶
۵	لڑکیوں کی پرورش و تربیت پر جنت کی خوشخبری	۱۹
۶	جہنم کی آگ سے نجات	۱۹
۷	اللہ کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے۔	۲۰
۸	لڑکی پر لڑکے کو ترجیح نہ دینے والوں کے لئے جنت	۲۱
۹	لڑکی پر خرچ کرنے والوں کے لئے اجر و ثواب	۲۱
۱۰	خوش نصیب والدین	۲۲
۱۱	والدین کی کوتاہی اور اس کے مضر اثرات	۲۲
۱۲	مسلم معاشرہ میں جاہلانہ نظریات اور باطل افکار کا دخول	۲۳
۱۳	ام یدسہ کی تفسیر	۲۴
۱۴	عرب میں لڑکیوں کو ہلاک کرنے کے مختلف طریقے	۲۵
۱۵	زمانہ جاہلیت کا ایک دلخراش واقعہ	۲۶
۱۶	زمانہ جاہلیت میں صصعہ کا ایک عظیم کارنامہ	۲۸
۱۷	جاہلیت نئے رنگ و روپ میں	۲۹
۱۸	الٹراسونوگرافی مشین کے غلط استعمال پر پابندی	۲۹
۱۹	استقاط حمل کے لئے ترغیبات و اشتہارات	۳۰

۸۴	۴۲ سسرال کے مخالف ماحول میں صبر و حکمت کے مفید نتائج
۸۵	۴۳ شوہر کے حقوق
۸۹	۴۴ عورتوں کو زندہ جلادینا درندگی و شیطانیت
۸۹	۴۵ ظالم کو ظلم سے روکا جائے
۹۰	۴۶ ظالم کی سزا
۹۱	۴۷ مظلوم کی بددعا
۹۲	۴۸ ناحق قتل حرام ہے
۹۲	۴۹ قاتل کا ٹھکانہ
۹۳	۵۰ حرام مال و دولت کا استعمال ناجائز
۹۷	۵۱ کسی بھی قوم و ملت کی بیٹی جلانے جائے
۹۸	۵۲ جہیز مخالف قانون، جہیز اور جہیزی اموات کو روکنے میں ناکام
۱۰۳	۵۳ مسلمان ہی اس ملک کو اس عظیم فتنہ سے بچا سکتا ہے
۱۰۴	۵۴ احتساب اور مستقبل کے لیے لائحہ عمل
۱۰۶	۵۵ بیوی کے لیے علیحدہ رہائش
۱۰۹	۵۶ والدین کی خدمت اور احترام
۱۱۱	۵۷ امت مسلمہ کی دوہری ذمہ داری
۱۱۲	۵۸ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ترک پر عذاب الہی
۱۱۴	۵۹ حرف آخر
۱۱۷	۶۰ مراجع



۳۰	ہندوستان میں ہر سال ایک کروڑ بارہ لاکھ اسقاط حمل اور ۲۰ ہزار
	ماؤں کی ہلاکت
۳۱	ایک ہاسپٹل کا مالی تخمینہ اور اس سے حاصل کثیر منافع
۳۱	ایک اہم رپورٹ
۳۵	جدید ٹکنالوجی کے فوائد و مقاصد اور اس کے غلط استعمال پر پابندی
۳۶	غیر قانونی اسقاط حمل کے مراکز کی بہتات اور قوانین ہند کی بے بسی
۳۷	۲۵ لمحہ فکریہ
۴۴	۲۶ زندہ بچ جانے والی لڑکیوں کے مسائل و مشکلات
۴۹	۲۷ ہر سال ۲۵ ہزار لڑکیاں جسم فروشی کے پیشہ سے وابستہ ہو جاتی ہیں
۵۱	۲۸ دلہنوں پر مظالم اور ان کے حقوق کی پامالی
۵۳	۲۹ نکاح کی اہمیت و فضیلت
۶۰	۳۰ نکاح کے مقاصد
۶۳	۳۱ سب سے بابرکت نکاح
۶۴	۳۲ تقریب نکاح میں فضول خرچی اور غیر شرعی اعمال و رسوم
۶۷	۳۳ تلک اور جہیز
۷۰	۳۴ مہر
۷۳	۳۵ بارات
۷۴	۳۶ پیغام نکاح
۷۹	۳۷ منگیترو کو دیکھنے کی اجازت ہے
۷۹	۳۸ پیغام پر پیغام
۸۰	۳۹ خطبہ نکاح کا مفہوم اور زوجین سے عہد و پیمان
۸۲	۴۰ عقد نکاح
۸۲	۴۱ ولیمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی

ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

صدر: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔ صدر: دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش
نائب صدر عالمی رابطہ ادب اسلامی لکھنؤ۔ رکن رابطہ عالم اسلامی، مکہ مکرمہ

صدر مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبى بعده سيدنا محمد بن عبد الله الأمي و على آله و صحبه أجمعين، و من تبعهم باحسان الى يوم الدين و بعد!
عورتیں ہمیشہ ظلم و ستم کا نشانہ بنتی رہی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ان کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا تھا وہ تاریخ میں انسانیت کا ایک بدنما داغ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ جس کے گھر لڑکی پیدا ہوتی وہ پریشان ہو جاتا قرآن نے اس کی تصویر کشی کی ہے۔

واذا بشر أحدہم بالأُنثى ظل وجهہ مسوداً و هو كظیم،
یتواری من القوم من سوء ما بشر به أيمسكه على هون أم يدسه في التراب ألساء ما يحكمون۔ (۱)

”حالانکہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے (پیدا ہونے) کی خبر ملتی ہے تو اس کا منہ کالا پڑ جاتا ہے، اور وہ (دل) میں گھٹتا رہتا ہے اور بُری خبر پر

چھپا چھپا پھرے کیا اس (مولود) کو ذلت کی حالت میں لیے رہے یا اسے مٹی میں گاڑ دے، ہائے کیسی بُری تجویز کرتے رہتے ہیں۔“

اسلام نے عورتوں کے حقوق متعین کیے۔ ان کو آزادی اور احترام دیا۔ ان کو عصمت و حیا کی چادر دی اور وہ پاکیزہ کردار دیا جو ساری دنیا کے لیے نمونہ ہے۔ خاص طور پر آج کے حالات میں جبکہ ان کو نیلام کی منڈی پر چڑھایا جا رہا ہے اور ان کو جگہ جگہ ٹھوکریں کھانی پڑ رہی ہیں۔ اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ ان کے حقوق جانے جائیں اور خود ان کو اسلام نے جو تعلیمات دی ہیں وہ ان سے آراستہ ہوں اور اپنی صحابیات کا نمونہ سامنے رکھیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ ”ہندوستان میں عورتوں کو درپیش مسائل و مشکلات اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں“ کے عنوان سے عزیز مولوی محمد شمشاد ندوی صاحب نے مستقل ایک کتاب مرتب کی ہے۔ اس موضوع پر وہ جو کچھ لکھتے رہے ہیں اس کو کتابی شکل میں پیش کر رہے ہیں تاکہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے، وہ اس سے پہلے بھی بعض اہم موضوعات پر تصنیفی کام کر چکے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو قبولیت سے نوازے اور لوگوں کو ان سے فائدہ پہنچے۔

محمد رابع حسنی ندوی

ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۹ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

مولانا حفظ الرحمن صاحب اعظمی ندوی حفظہ اللہ

استاذ جامعۃ الہادیہ، جے پور وچیرمین جمعیۃ الاصلاح، جے پور

موجودہ زمانے میں جبکہ چہار سو ظلم و استبداد اور حق تلفی کا دور دورہ

ہے، مردوں کی بنسبت خواتین کچھ زیادہ ہی اس کا شکار ہیں، اور برادران اسلام بھی ”خیر اُمۃ“ ہوتے ہوئے اس معاملے میں غیر مسلموں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور ان کے گھروں میں وہ سب کچھ ہونے لگا ہے جو غیر مسلموں کے گھروں میں خواتین کے ساتھ سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اگر ایک غیر مسلم خاتون جہیز کا مطلوبہ سامان ساتھ نہ لانے کی وجہ سے دردناک موت کا شکار ہو جاتی ہے تو مسلم خاتون بھی لالچی اور دنیا دار سسرال والوں کے ہاتھوں موت سے دوچار ہو جاتی ہے۔ ان ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے آج بھی تقریباً وہی صورتحال ہے جو زمانہ جاہلیت میں تھی جبکہ لڑکی کی پیدائش کو عار محسوس کرتے ہوئے بچی کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا جس کا نقشہ قرآن نے یوں کھینچا ہے۔

واذا بشر أحدہم بالأنثی ظل وجہہ مسودا وهو کظیم۔
یتواری من القوم من سوء ما بشر بہ أیمسکہ علی ہون أم یدسہ
فی التراب ألساء ما یحکمون۔ (۱)
”ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ

(۱) النحل ۵۸، ۵۹

MUJAHID.
XTGEM.COM

ہو جاتا ہے۔ اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے، اس بُری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے، سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت کے ساتھ لئے ہوئے ہی رہے، یا اسے مٹی میں دبا دے۔ آہ! کیا ہی بُرے فیصلے کرتے ہیں۔“

مذکورہ بالا آیتوں میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ لڑکی کی پیدائش پر چین بجیں ہونا غیر مسلموں کا شیوہ ہے مسلمانوں کو کسی طرح بھی یہ زیب نہیں دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے لڑکی کو لڑکے کے مقابلے میں کمتر نہ سمجھنے پر والد کو جنت کا مستحق قرار دیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ من کانت لہ أنثی فلم یندھا ولم ینہا ولم یؤثر ولده علیہا۔ قال: یعنی الذکور، أدخلہ اللہ الجنة۔ (۱)
”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے، نہ اسے ذلیل کرے اور نہ اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔“

اور شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی تاکہ گھر کا ماحول خوشگوار رہے چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا:
خیر کم خیر کم لأہلہ و أنا خیر کم لأہلی، واذا مات صاحبکم فدعوہ۔ (۲)

”تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں اور جب تمہارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کا پیچھا چھوڑ دو۔“

(۱) سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۳۶
(۲) جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۸۹۵

ابتداء

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ اسلام سے پہلے عورت ہر قسم کے حقوق سے محروم تھی، ذلت و گمنامی کی زندگی گزار رہی تھی۔ اسلام کے آنے کے بعد ان کو تمام جائز و فطری حقوق عطا ہوئے اور عزت و سربلندی سے ہمکنار ہوئی اور دنیا نے ان کو انسان کا درجہ دیا اور کچھ حقوق عطا کیا لیکن افسوس کہ اسلام سے مکمل استفادہ نہ کرنے کی وجہ سے اس سلسلہ میں افراط و تفریط کے شکار ہو گئے۔ انڈونیشیا کے بعد بھارت میں مسلمانوں کی آبادی سب سے زیادہ ہے، وہ صدیوں سے اس ملک میں برادرانِ وطن کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں اور انہوں نے آٹھ سو سال تک اس ملک پر حکمرانی بھی کی ہے لیکن افسوس کہ انہوں نے برادرانِ وطن کو اپنے اعمال و اخلاق سے اس قدر متاثر نہیں کیا جتنا کرنا چاہیے بلکہ خود مسلمانوں نے ان کی بعض تہذیب و رسوم کو اپنا لیا نتیجتاً جن مصائب میں وہ گرفتار تھے ان میں مسلمان بھی گرفتار ہو گئے، حالانکہ مسلمان ایسی تعلیمات کے حامل ہیں جن کے ہوتے ہوئے کسی نظام و طریقہ کی جانب دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ ہندوستان کیا پوری دنیا میں عورتوں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں، ان کو مختلف قسم کے مشکلات و پریشانیوں کا سامنا ہے۔

زمانہ جاہلیت کی طرح ہمارے معاشرے میں لڑکی کی پیدائش پر غم و اندوہ اور لڑکے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے اور بسا اوقات لڑکی کو دنیا میں آنے سے پہلے پیٹ ہی میں ہلاک کر دیا جاتا ہے تو کبھی پیدائش کے بعد ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ جو لڑکیاں زندہ رہ جاتی ہیں ان کو بھی کئی قسم کے خطرات و مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ خصوصاً ان کی

لڑکیوں اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایات کے باوجود مسلمان گھروں میں بھی ان کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے۔ اور ہلاک کرنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے جس کا اندازہ اس سلسلے میں سرکاری و غیر سرکاری اعداد و شمار سے لگایا جاسکتا ہے۔ نیز لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ، اغواء، زنا بالجبر کے واقعات کا کثیر تعداد میں ہونا، جہیز بتلک وغیرہ کی وجہ سے شادیوں کا دشوار ہونا اور ان اسباب کی وجہ سے معتد بہ تعداد میں عورتوں کا جسم فروشی کے پیشہ سے منسلک ہونا یہ ایسے عوامل ہیں جن کی وجہ سے لڑکی کی پیدائش کو زمانہ جاہلیت کی طرح ایک عار تصور کیا جانے لگا ہے، اور پیدائش سے پیشتر ہی الٹرا ساؤنڈ کے ذریعہ جنس معلوم کر کے اسقاط حمل کرا دیا جاتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق صرف ہندوستان میں ہر سال ایک کروڑ بارہ لاکھ اسقاط حمل کے واقعات ہوتے ہیں جبکہ اسقاط حمل کے خلاف قوانین وضع کئے گئے ہیں۔

جناب مولانا محمد شمشاد ندوی صاحب استاذ جامعۃ الہادیہ جے پور کی اس تصنیف میں جو بڑی محنت اور کدوکاوش سے تیار کی گئی ہے انہی سارے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور مصنف نے موضوع سے متعلق اعداد و شمار پیش کر کے اس کو ایک دستاویزی حیثیت دی ہے۔ اور سرپرستوں، خاندانوں اور عورتوں کو شرعی تعلیمات کی روشنی میں ایسی ہدایات پیش کی ہیں جن پر عمل کر کے معاشرے کو خوشگوار بنایا جاسکتا ہے۔ امید ہے کہ مولانا کی یہ کتاب ان کی پہلے تصنیف ”جہیز ایک ناسوز“ کی طرح مقبولیت حاصل کرے گی، اور اہل علم و اصلاح معاشرہ کا درد رکھنے والے اس کتاب سے استفادہ کریں گے اور مؤلف کو دعائے خیر دیں گے۔

حفظ الرحمن اعظمی ندوی

جامعۃ الہادیہ، جے پور

۱۹ مارچ ۲۰۰۴ء

MUJAHID.
XTGEM.COM

شادی کے لئے والدین اور رشتہ داروں کو کیا کچھ نہیں کرنا پڑتا ہے اگر کسی طرح ان کی شادی ہو جائے تو شادی کے بعد کی زندگی آرام و سکون اور عزت و راحت سے گزر جائے یہ سبھی عورتوں کے نصیب میں کہاں ہے ان میں سے ایک بڑی تعداد ان عورتوں کی ہے جن کو سسرال میں طعن و تشنیع، بدزبانی و بدکلامی اور ظلم و زیادتی کا سامنا ہوتا ہے۔ جب معاملہ آگے بڑھ جائے تو طلاق، خلع، قتل و ہلاکت اور کیس و مقدمہ تک جا پہنچتا ہے۔

مسلمان جو اچھائیوں کو پھیلانے اور برائیوں کے مٹانے جیسے اہم فریضہ سے سرفراز کیے گئے ہیں، وہی اس ملک کے عورتوں کو انصاف دلا سکتے ہیں اور ان کی مختلف پریشانیوں کو دور کر سکتے ہیں، یہ اسی وقت ہوگا جب ہم اسلام کے ہر حکم پر عمل پیرا ہوں گے اور ہمارا خاندان اور معاشرہ اسلامی سانچے میں ڈھلا ہوگا اور ہم ان تمام برائیوں سے دور ہوں گے جن سے ہم اس ملک کو نکالنا چاہتے ہیں اگر امت مسلمہ نے بھی برائیوں کو مٹانے اور اچھائیوں کو پھیلانے کے اہم فریضہ چھوڑ دیا تو کون ہے جو اس اہم فریضہ کو انجام دے گا، اسی مقصد کی خاطر راقم الحروف نے ہندوستان میں عورتوں کو درپیش مسائل و مشکلات اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں کے عنوان سے ایک مقالہ تیار کیا جس کی اشاعت ماہنامہ ہدایت میں قسط وار ہوئی۔ علمائے کرام نے اس مقالہ کو پسند کیا اور افادہ عام کی خاطر کتابی شکل میں شائع کرنے کا مشورہ دیا لیکن راقم دیگر علمی مشغولیات کی وجہ سے اس کی جانب فوری طور پر توجہ نہیں دے سکا۔ لیکن اس سال عید الاضحیٰ کی تعطیلات میں سفر نہ کرنے اور جامعہ میں رہ کر علمی کام کرنے کا عزم و ارادہ کیا تو سب سے پہلے اس پر نظر ثانی و اضافہ کی فکر دامن گیر ہوئی۔ بہت محنت و عرق

ریزی کے بعد الحمد للہ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

ہندوستان میں عورتوں کو جن مسائل و مشکلات کا سامنا ہے ان کو مختصر یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

- (۱) قبل از ولادت جدید آلات کی مدد سے لڑکیوں کی شناخت کر کے ہلاک کرنا (اگرچہ مشین کی غلط معلومات کی بناء پر لڑکے کا ہلاک ہو جانا)۔
- (۲) اسقاط حمل کرانے کے نتیجہ میں ماؤں کی ہلاکت۔
- (۳) ولادت کے بعد بچیوں کو مختلف طریقوں سے ہلاک کرنا۔

شادی میں دشواری کے وجوہات:

- (۴) تلک (نقد رقم) اور جہیز کے مطالبات اور ان کا عمومی چلن و رواج
- (۵) منگنی کا جدید طریقہ، اخراجات و نقصانات۔
- (۶) بارات میں جم غفیر کا آنا اور باراتیوں کے لئے عمدہ طعام و رہائش کا نظم کرنا، دولہا کے سرپرست و رشتہ دار اور باراتیوں کا دلہن والوں کو ذلیل و رسوا کرنا۔
- (۷) دیگر رسومات و لوازمات کی تکمیل میں اخراجات۔

شادی کے بعد ان پر مظالم:

- (۸) دلہن سے مزید رقوم و سامان کا مطالبہ کرنا۔
- (۹) مطلوبہ سامان و رقم نہ ملنے پر ذہنی و جسمانی تکالیف دینا۔
- (۱۰) خودکشی پر مجبور کرنا۔
- (۱۱) ان کو زندہ جلا دینا۔
- (۱۲) ان کو طلاق دے دینا۔
- (۱۳) ان کو خلع پر مجبور کر دینا۔

(۱۴) ان کو نوکرائی و خادمہ کا مقام دے دینا۔

(۱۵) دلہن کے والدین و رشتہ دار کے دیئے ہوئے سامان و روپے پر دولہا یا اس کے والدین کا قابض ہو جانا اور دلہن کی مرضی کے بغیر استعمال کرنا۔

(۱۶) طلاق و خلع یا تفریق کے بعد ان کے کل سامان و مال کو واپس نہ کرنا

(۱۷) ان کو میکے جانے اور رشتہ داروں سے ملنے پر بلا وجہ پابندی لگا دینا۔

(۱۸) اس کے مال کو اپنے مال میں ضم کر لینا اور مزید دولت حاصل نہ کرنے اور الگ جمع کرنے کا حق نہ دینا۔

معاشرہ میں ان کا استحصال و عدم تحفظ

(۱۹) اغوا، زنا بالجبر، چھیڑ چھاڑ اور فحش اشارات و کنایات سے ان کی عزت و آبرو کو پامال کرنا۔

(۲۰) اغوا کر کے، بہلا پھسلا کر کے، خرید و فروخت کر کے یا دولت

کا لالچ دلا کر جسم فروشی کے پیشہ میں لگا دینا یا شادی کی دشواریوں کے وجہ سے ان کا اس پیشہ سے وابستہ ہو جانا۔

(۲۱) مختلف تجارتی مقاصد سے ان کو عریانیت و فحاشی کی طرف مائل کرنا اور

مختلف مقاصد میں ان کو استعمال کرنا، یا شوہر یا اس کے رشتہ دار کی طرف سے ان کو اس کام میں ملوث کر دینا، یا سماجی بندھن کے مضبوط نہ ہونے کی وجہ سے عورتوں کا ان کاموں سے وابستہ ہو جانا۔

مذکورہ اشارات کو مد نظر رکھتے ہوئے کتاب مرتب کی گئی ہے لیکن اس عنوان پر تفصیلی کام کی ضرورت ابھی باقی ہے، انشاء اللہ اگلا ایڈیشن نظر ثانی و ترمیم و اضافہ کے بعد منظر عام پر آئے گا۔

عزیزی محمد مجیب عالم نے چند انگریزی اقتباسات کو اردو میں منتقل

کرنے میں میری مدد کی اللہ ان کو علم نافع اور دونوں جہاں کی ترقی و کامیابی نصیب کرے، اور اسلام کی خدمت و سربلندی کے لئے قبول فرمائے۔ آمین

استاذ محترم حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی مدظلہ العالی کا بیحد ممنون ہوں کہ انہوں نے گونا گوں مصروفیات کے باوجود مقدمہ تحریر فرمایا اسی طرح مولانا حفظ الرحمن صاحب ندوی مدنی استاذ جامعۃ الہدایہ جے پور کے بے حد شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب پر پیش لفظ تحریر فرمایا۔ اللہ ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس کتاب کی طباعت و اشاعت کی ذمہ داری قبول کر کے عوام و خواص تک اس کتاب کو پہنچانے میں میری مدد کی۔

اللہ اس کتاب کو مفید و نافع بنائے اور راقم کے حق میں ذخیرہ آخرت بنادے۔ آمین

محمد شمشاد ندوی

جامعۃ الہدایہ، رام گڑھ روڈ، لال واس

جے پور۔ ۳۰۳۰۱۳

۶/۲/۲۰۰۴ء

۱۲/۱۲/۱۴۲۲ھ

MUJAHID.
XTGEM.COM

لڑکیوں کے زندہ دفن کیے جانے کے خلاف اسلام کا بے مثال کردار

اسلام کے ظہور سے قبل ہر طرف ضلالت و گمراہی، ظلم و زیادتی اور حق تلفی و ناانصافی کا دور دورہ تھا، کمزور و بے بس، محتاج و فقیر، یتیم و بیوہ ظلم و استحصال میں مبتلا، اور صنف نازک ظلم و حق تلفی کی چکی میں پس رہی تھی، لڑکیاں پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دی جاتی تھیں، اس دور کے واقعات کوسن کر آج بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، خصوصاً ان احادیث کو پڑھ کر جن میں صحابہ کرامؓ نے اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینے کے واقعات حضور اکرم ﷺ کے سامنے بیان فرمائے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے لیکن آج اس دور سے زیادہ سنگین واقعات پیش آرہے ہیں، عورتوں پر مظالم کے نئے نئے طریقے حالات زمانہ کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں اور سائنسی ترقی نے لڑکیوں کے زندہ دفن کر دینے کے نئے نئے طریقے لوگوں کے حوالہ کر دیے ہیں، لیکن ہماری بے دینی و غفلت کا یہ حال ہے کہ ان کو دیکھ کر ہمارے اندر بے چینی پیدا ہوتی ہے نہ اس کے خاتمہ کے لیے کوشش کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے بلکہ دیگر اقوام کے ساتھ خود بھی غیر شرعی امور انجام دے رہے ہیں، حالانکہ امت مسلمہ برائیوں کو مٹانے اور اچھائیوں کو پھیلانے کے لیے برپا کی گئی تھی، ۱۹۸۹ء کی رپورٹ کے مطابق گذشتہ چالیس سالوں میں ۷۲ ہزار عورتیں جہیز کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے، یہ بھی حقیقت ہے کہ ہلاک کی جانے والی بیشتر عورتیں ہندو دھرم سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن بحیثیت امت مسلمہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ظلم، قتل اور ناانصافی کے خلاف آواز بلند کریں اور اس کے خاتمہ کے

لئے حتی المقدور کوشش کریں، کسی بھی قوم و ملت کی لڑکیوں و عورتوں پر ظلم ہو اور انہیں زندہ جلا دیا جائے ہمیں اس کے خلاف اقدامات کرنا چاہئے۔ اگر حضور اکرم ﷺ باحیات ہوتے تو اس ظلم و بربریت کو دیکھ کر ٹرپ اٹھتے اور آپ ﷺ کو اس وقت تک چین و سکون حاصل نہ ہوتا جب تک کہ اس ظلم و بربریت اور ناانصافی و حق تلفی کا خاتمہ نہ ہو جاتا۔ آج حضور اکرم ﷺ ہم میں موجود نہیں لیکن آپ کا اسوۂ حسنہ ہمارے پاس موجود ہے لیکن ہم خود ہی قرآن و حدیث سے روگردانی کر کے اپنی بیوی اور بہو کو جلا رہے ہیں یا ان کو خودکشی پر مجبور کر رہے ہیں تو بھلا ہم دیگر عورتوں پر ہو رہے مظالم و ناانصافی کا کیسے صفایا کر سکتے ہیں۔ اگر ہم نہیں اٹھتے تو کون ہے جو اس کے خلاف کمر بستہ ہوگا۔ آئیے ہم سبھی عہد کریں کہ بلا تفریق مذہب و ملت خواتین پر ہو رہے مظالم و ناانصافی کو دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں گے۔

اللہ ہمیں اپنا بھولا ہوا سبق یاد کرنے، احساس ذمہ داری پیدا کرنے اور اسلامی تعلیمات کے مطالعہ کی روشنی میں ہندوستانی عورتوں کے مسائل و مشکلات کو حل کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔ آمین

زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے کا عام رواج تھا اسلام نے اس کے خلاف سب سے پہلے آواز بلند کی اور اللہ کے اس فرمان نے اس سنگدلانہ حرکت کے خاتمہ میں اہم رول ادا کیا:

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ (۱)

”اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی؟“

اسلام نے لڑکیوں کے قتل پر پابندی عائد کرتے ہوئے اسے عظیم گناہ قرار دیا۔ اور اس رسم کے خاتمہ کے لئے ہر ممکن تدبیر کی۔ اسلام کے آنے کے بعد وہی لڑکیاں جو معاشرہ میں ننگ و عار اور حقارت و ذلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں اب محبت و شفقت اور عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھی جانے لگیں۔

زمانہ جاہلیت کے برعکس دور اسلام میں لڑکی کس نگاہ محبت سے دیکھی جاتی ہے اس کا ایک نمونہ اس واقعہ میں ملاحظہ کیجئے۔

ادائے عمرہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ مکہ سے روانہ ہونے کا قصد کرتے ہیں۔ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی یتیم بچی امامہ جو مکہ میں رہ گئی تھی چچا کہتی دوڑتی آتی ہے، حضرت علیؓ ہاتھوں میں اٹھا لیتے اور حضرت فاطمہ زہراؓ کے حوالہ کرتے ہیں کہ یہ لوتہمارے چچا کی بیٹی ہے، حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفر طیارؓ کہتے ہیں کہ یہ بچی مجھ کو ملنی چاہئے کہ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے گھر میں ہے، حضرت زید آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ حضور: یہ لڑکی مجھ کو ملنی چاہئے کہ حمزہؓ میرے مذہبی بھائی تھے، حضرت علیؓ کا دعویٰ ہے کہ یہ میری بہن بھی ہے اور پہلے میرے ہی گود میں آئی ہے۔ آنحضرت ﷺ اس دل خوش کن منظر کو دیکھتے ہیں، پھر سب کے دعوے مساوی دیکھ کر اس کو یہ کہہ کر اس کی خالہ کے گود میں دے دیتے ہیں کہ خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔ (۱)

لڑکیوں کی پرورش و تربیت پر جنت کی خوشخبری:

اسلام نے صرف لڑکیوں کے قتل پر ہی پابندی عائد نہیں کی بلکہ اس کو ہر

(۱) صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۵۵۱۔ حدیث ۴۰۰۵ / باب عمرة القضاء

اس جائز حق سے سرفراز کیا جس کی وہ مستحق تھی اور اس کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینے کی تاکید کی اور اس کی تعلیم و تربیت کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دی، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”من كان له ثلاث بنات أو ثلاث أخوات أو ابنتان أو أختان فأحسن صحبتتهن واتقى الله فيهن فله الجنة“۔ (۱)

”جس کے یہاں تین لڑکیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور اس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور ان کے سلسلے میں اللہ سے ڈرتا رہا تو اس کے لیے جنت ہے۔“

جہنم کی آگ سے نجات:

لڑکی کی پرورش و نگہداشت، تعلیم و تربیت اور شادی میں کوئی بھی پریشانی آتی ہے تو جہنم کی آگ سے خلاصی کا ذریعہ ہوگی، حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”من ابتلى بشئ من البنات فصبر عليهن كن له حجاباً من النار“۔ (۲)

”جو کوئی لڑکیوں کی وجہ سے کچھ بھی آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور اس نے اس پر صبر کیا تو وہ لڑکیاں اس کے لیے آگ سے بچاؤ ہوں گی۔“

اللہ کی رحمت بھانہ تلاش کرتی ہے:

اولاد سے ماں کی محبت و ممتا اور ان کے ہر دکھ و درد کو برداشت کرنا

(۱) ترمذی ج ۴ / ص ۲۸۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۲) ترمذی ج ۴ / ص ۲۸۱

اپنی مثال آپ ہے۔ لیکن اللہ کو اپنے بندوں سے ماں سے بھی زیادہ محبت و تعلق ہے، بندوں کو نوازنے کے لیے اس کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے اور اس کے دربار میں معمولی کام پر زیادہ اجر و ثواب ہے، ذرا اس حدیث کو بغور پڑھیں۔

عن عائشةؓ قالت دخلت امرأة معها ابنتان لها فسألت فلم تجد عندي شيئاً غير تمر فاعطيتها اياها فقسمتها بين ابنتيها ولم تأكل منها ثم قامت فخرجت فدخل النبي صلى الله عليه وسلم فاخبرته فقال النبي صلى الله عليه وسلم من ابتلى بشئ من هذه البنات فأحسن اليهن كن له ستراً من النار. (۱)

”حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں ایک عورت ان کے پاس اپنی دو لڑکیوں کے ساتھ آئی اور اس نے دست سوال پھیلایا تو اس نے میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ بھی نہیں پایا، میں نے اس کو وہ کھجور دے دیا اس نے اس کو اپنی دو بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا، پھر کھڑی ہوئی اور چلی گئی اس کے بعد رسول ﷺ تشریف لائے تو میں نے ان کو اس سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو ان لڑکیوں کی وجہ سے کچھ بھی آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور اس نے اس کے ساتھ حسن سلوک کیا تو وہ اس کے لیے آگ سے بچانے والی ہوگی۔“

لڑکی پر لڑکے کو ترجیح نہ دینے والوں کے لیے جنت :

عن عباسؓ قال قال رسول ﷺ من كانت له أنثى فلم يئدها

(۱) ترمذی ج ۴ ص ۲۸۲ حدیث ۱۹۱۵

MUJAHID.
XTGEM.COM

ولم يهنها ولم يؤثر ولده يعني الذكور عليها أدخله الله الجنة. (۱)
”حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس ایک لڑکی ہو اور وہ اس کو زندہ درگور نہ کرے اور اس کو کمتر نہ سمجھے اور لڑکے کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔“

لڑکی پر خرچ کرنے والوں کے لئے اجر و ثواب :

لڑکیوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے اور صدقہ پر اجر و ثواب ملتا ہے۔
حضرت ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”ومن أنفق على امرأته وولده واهل بيته فهي صدقة“
(۲)

”جس نے اپنی بیوی اور اولاد اور گھر والوں پر خرچ کیا وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔“

دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”دينار أنفقته في سبيل الله..... ودينار أنفقته على أهلك أعظمها أجراً الذي أنفقته على أهلك“ (۳)

”ایک دینار جسے تم اللہ کے راستے میں خرچ کرو..... اور ایک دینار جسے تم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو ان میں سب سے بڑھ کر اجر اُس کا

(۱) مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۲۳ ابوداؤد ۵۱۳۶

(۲) الترغیب والترہیب للمنزہ ج ۳ ص ۶۲

(۳) مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل النفقة علی العیال ج ۲، ص ۶۹۰

مسرت حاصل ہوتی ہے، لڑکی کے پیدا ہوتے ہی مستقبل کی تمام پریشانیاں اور اندیشے ہے جسے تم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔

خوش نصیب والدین :

اسلام میں لڑکیوں کی پرورش و نگہداشت، تعلیم و تربیت، حسن سلوک اور مناسب جگہ ان کی شادی کرنے پر اجر و ثواب اور جنت کی خوشخبری دی گئی ہے، خوش نصیب ہیں وہ والدین جن کو اپنی لڑکی کی پرورش و نگہداشت کرنے اور ان کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کی سعادت ملی اور وہ ان کی پرورش و نگہداشت کر کے جنت کے مستحق ہوئے اور پاکیزہ نسل کی افزائش میں تعاون کر کے امت مسلمہ کو فیض یاب کیا، اس لیے کہ صالح نسل کے لیے صالح ماں کا ہونا ضروری ہے، لڑکی کی اچھی تعلیم و تربیت جہاں والدین کے لیے باعث اجر و ثواب ہے اور دنیاوی راحت و اطمینان ہے وہیں آئندہ اپنے شوہر کے لیے سامان سکون اور سسرال والوں کے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے، وہ والدین جو لڑکی کی پرورش و نگہداشت اور ان کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی کرتے ہیں، ان کی کوتاہی خود ان کے حق میں رسوائی و پریشانی اور سسرال والوں کے لیے کوفت و خلفشار کا پیش خیمہ ہے اور پاکیزہ نسل اور صالح معاشرہ کے لیے زہر ہلاہل ہے۔

والدین کی کوتاہیاں اور اس کے مضر اثرات :

لڑکی کی پرورش و نگہداشت، تعلیم و تربیت اور کفالت و اخراجات کا بدلہ جنت ہے، لیکن ان امور سے کوتاہی و غفلت کے متعلق قیامت میں پوچھا جائے گا، ان والدین کے لئے کس قدر رسوائی و ذلت اور ندامت کا موقع ہوگا جب قیامت کے دن ان سے ان کے

ماتحت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

كَلِّمِ رَاعٍ وَ كَلِّمِ مَسْئُولٍ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الْإِمَامُ رَاعٍ وَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا. (۱)

ترجمہ:- ”تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے، اور ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام نگہبان ہے اور اس سے اس کے رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل و عیال کا نگہبان ہے اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔“

مسلم معاشرے میں جاہلانہ نظریات اور باطل افکار:

افسوس کہ ان واضح ہدایات کے باوجود آج ہمارے معاشرے میں عورتوں کو وہ مقام حاصل نہیں ہے جو مقام ان کو اسلام نے عطا کیا ہے، آج ہمارے معاشرے میں وہ تمام نظریات و افکار داخل ہو گئے ہیں جن سے ہمیں اسلام نے چھٹکارا دیا تھا، آج ہمیں لڑکیوں کی پیدائش پر رنج و غم اور لڑکے کی پیدائش پر خوشی و دامن گیر ہو جاتے

(۱) بخاری ج ۱ ص ۱۶۰، دار المعرفہ، بیروت، باب الجمعة فی المدين والقری

ہیں، جب ہم اپنے معاشرے کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ زمانہ یاد آ جاتا ہے جس میں لڑکی کی پیدائش پر لوگوں کے چہرے کا لے ہو جایا کرتے تھے، اس نقشہ کو قرآن نے یوں کھینچا ہے۔

واذابشر أحدہم بالأنثیٰ ظل وجهہ مسوداً وهو کظیم ☆
یتواری من القوم من سوء ما بشر به، أیمسکھ علی ہون أم یدسہ فی التراب، ألساء ما یحکمون۔ (۱)

”ان میں سے جب کسی کو لڑکی ہونے کی خبر دی جائے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرتا ہے، سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت کے ساتھ لئے ہوئے ہی رہے یا اسے مٹی میں دبا دے آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔“

ام یدسہ کی تفسیر:

تفسیر رازی میں ”ام یدسہ“ کی تفسیریوں بیان کی گئی ہے:

ثم قال (ام یدسہ فی التراب) والدس، اخفاء فی الشئ یروی أن العرب کانوا یحفرون حفیرة ویجعلونہا فیہا حتی تموت وروی عن قیس بن عاصم أنه قال یا رسول اللہ انی وأریت ثمانی بنات فی الجاہلیۃ، فقال علیہ السلام أعتق عن کل واحدة منہن رقبة وقال یا نبی اللہ انی ذوابل فقال اهد من کل واحدة منہن هدیا، وروی ان رجلاً قال یا رسول اللہ ما أجد حلاوة الاسلام منذ أسلمت فقد کانت لی فی الجاہلیۃ ابنة فأمرت امرأتی أن تزینہا فأخرجتہا الی فانہیت بها الی واد بعید القعر فألقیتہا فیہ فقالت یا أبت قتلتنی

(۱) سورة نحل آیت ۵۸-۵۹

فکلما ذکرت قولہا لم ینفعنی شیء فقال علیہ السلام ما کان فی الجاہلیۃ فقد ہدمہ الاسلام وکان فی الاسلام یہدمہ الاستغفار۔ (۱)

”الدرس“ کے معنی ہیں کسی چیز میں چھپا دینا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عرب کنواں کھود دیتے تھے اور وہ اپنی لڑکی کو اس میں ڈال دیتے یہاں تک کہ وہ مرجاتی اور بیان کیا گیا کہ قیس بن عاصم نے رسول ﷺ سے فرمایا میں زمانہ جاہلیت میں آٹھ لڑکیوں کو زندہ دفن کر چکا ہوں یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں ہر ایک کی طرف سے غلام آزاد کرو۔ تو انہوں نے کہا، اللہ کے نبی! میں اونٹ والا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ہر ایک کی طرف سے ایک اونٹ ہبہ کرو۔ روایت کیا گیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا۔ اسلام لانے کے بعد میں نے اسلام کی حلاوت کو نہیں پایا (اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں میری ایک لڑکی تھی میں نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ وہ اس کو آراستہ کر دے تو اس نے اسے میرے حوالہ کیا پھر میں اس کو لے کر ایک گہری کھائی میں پہنچا اور میں نے اس کو اس میں ڈال دیا تو اس نے کہا اے میرے والد! آپ نے مجھے مار ڈالا۔ جب بھی میں اس کی بات یاد کرتا ہوں تو مجھے کسی چیز میں دلچسپی نہیں رہ جاتی ہے، یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: جو کچھ زمانہ جاہلیت میں ہوا اس کو اسلام نے منہدم کر دیا اور جو کچھ اسلام میں ہو اس کو استغفار مٹا دیتا ہے۔“

عرب میں لڑکیوں کو ہلاک کرنے کے مختلف طریقے:

عرب اپنی لڑکیوں کو زندہ کیوں دفن کرتے تھے؟ اس کی بابت تفسیر رازی میں یوں مذکور ہے:

۱۔ تفسیر الرازی ج ۱۰ ص ۵۸ الجزء العشر ون

واعلم انهم كانوا مختلفين في قتل البنات فمنهم من يحفر الحفرة ويدفنها فيها الى ان تموت، ومنهم من يرميها من شاهق ومنهم من يغرقها ومنهم من يذبحها وهم كانوا يفعلون ذلك تارة للغيرة والحمية وتارة خوفاً من الفقر والفاقة ولزوم النفقة. (۱)

”عرب لڑکیوں کے قتل میں ایک دوسرے سے الگ تھے، ان میں سے بعض لوگ کنواں کھودتے تھے اور اس میں اس کو دفن کر دیتے تھے یہاں تک کہ اس کی موت ہو جاتی، ان میں سے بعض اپنی لڑکی کو بلند پہاڑ سے پھینک دیتے، بعض اس کو غرق کر دیتے، بعض اس کو ذبح کر دیتے، وہ کبھی یہ عمل غیرت و خودداری کی وجہ سے کرتے تو کبھی فقر و فاقہ کے خوف سے کرتے تھے۔“

زمانہ جاہلیت کا ایک دلخراش واقعہ:

لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے کے واقعات کو سن کر حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی رو پڑتے، خصوصاً ان صحابہ کرام کی ندامت و افسوس کا کیا پوچھنا جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں اپنی لڑکیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ سنن الدارمی کی ایک روایت میں زمانہ جاہلیت کا ایک دلوروز واقعہ مذکور ہے:

عن الوضين أن رجلاً أتى النبي ﷺ فقال يا رسول الله انا كنا أهل جاهلة وعبادة أوثان فكننا نقتل الأولاد وكانت عندى ابنة لى فلما اجابت وكانت مسرورة بدعائى اذا دعوتها فدعوتها يوماً

(۱) تفسیر الرازی: ج ۱۰ ص ۵۸، دار الفکر، بیروت

فأتبعتنى فمررت حتى أتيت بئراً من أهلى غير بعيد فأخذت بيدها فرديت بها فى البئر فكان آخر عهدى بها ان تقول يا ابتاه يا ابتاه! فبكى رسول الله ﷺ حتى وكف دمع عينيه فقال له رجل من جلساء رسول الله ﷺ احزنت رسول الله ﷺ فقال له كف فانه يسأله عما اهمه ثم قال له اعد على حد يشك فأعاده فبكى حتى وكف الدمع من عينيه على لحيته ثم قال له ان الله قد وضع عن الجاهلية فاعملوا فاستأنف عملك“ (۱)

”حضرت وضین سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جاہلیت والے اور بتوں کی عبادت کرنے والے تھے، ہم اپنی اولاد کو قتل کرتے تھے، میری ایک بیٹی تھی (جو مجھ سے بہت مانوس تھی) جب میں اس کو پکارتا تو خوش ہو کر دوڑی دوڑی میرے پاس آتی تھی۔ ایک روز میں نے اس کو بلایا اور اپنے ساتھ لے کر چل پڑا قریب ہی راستہ میں ایک کنواں آیا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنوئیں میں دھکا دے دیا۔ آخری آواز جو اس کی میرے کانوں میں آئی وہ تھی ”ہائے ابا ہائے ابا“ یہ سن کر رسولؐ رو دیے اور آپ ﷺ کے آنسو بہنے لگے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک نے کہا، اے شخص! تو نے رسول اللہ ﷺ کو غمگین کر دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اُسے مت رو کو جس چیز کا اسے سخت احساس ہے اس کے متعلق پوچھ رہا ہے، پھر آپؐ نے فرمایا کہ اپنا قصہ پھر بیان کرو، اس نے دوبارہ اسے بیان کیا اور آپؐ سن کر اس قدر روئے کہ آپ ﷺ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ جاہلیت میں جو کچھ ہوا اسے اللہ نے معاف کر دیا اب نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کرو۔“

(۱) سنن الدارمی: ج ۳ ص ۴۲

زمانہ جاہلیت نئے رنگ و روپ میں

زمانہ جاہلیت نئے رنگ و روغن اور جدید ساز و سامان سے آراستہ ہو کر تہذیب جدید کی شکل اختیار کر چکی ہے، زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں سے نجات پانے کے سنگدلانہ و بے رحمانہ طریقے ضرور تھے لیکن موجودہ ترقی یافتہ اور مہذب جاہلیت میں ماں کے پیٹ ہی میں لڑکی کی شناخت کر کے قتل کرنے یا پیدائش کے بعد مختلف طریقوں سے ہلاک کرنے کے واقعات جس کثرت سے وقوع پذیر ہو رہے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے زمانہ جاہلیت کی سنگدلی و بے رحمی بچ معلوم ہونے لگتی ہے، افسوس تو اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب ہم یہ پاتے ہیں کہ جس اسلام نے عرب سے اس سنگدلانہ رواج کا خاتمہ کیا اسی مذہب کے پیروکار لڑکیوں سے نجات حاصل کرنے کے تمام وسائل اختیار کر کے عظیم گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں اور اپنے عمل سے اس پر روک لگانے کے بجائے اس کی تائید و توثیق کر رہے ہیں۔

الٹرا سونو گرافی مشین کے غلط استعمال پر پابندی :

موجودہ دور میں الٹرا سونو گرافی وغیرہ جیسی جدید تکنیک سے دوران حمل، لڑکی کی شناخت کر کے اسقاط حمل کرا دیا جاتا ہے، حالانکہ جنوری ۱۹۹۴ء سے دوران حمل جنس کی شناخت کیلئے الٹرا سونو گرافی وغیرہ جدید تکنیک کے استعمال پر پابندی عائد ہے ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے سزا کا اہتمام بھی کیا گیا ہے (۱) اس قانون کا نام ہے:

The pre-natal diagnostic Techniques (Regulation and prevention of misuse act 1994)

(۱) دعوت دہلی ۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء

زمانہ جاہلیت میں جس کثرت سے لڑکیوں کی ہلاکت کے دلخراش واقعات پیش آرہے تھے اس سے لڑکیوں کی تعداد میں بے حد کمی واقع ہو جاتی اور دنیاوی نظام درہم برہم ہو جاتا، لیکن اللہ نے اپنی خاص حکمت سے چند مخصوص لوگوں کے دلوں میں لڑکیوں سے ہمدردی کا ایسا جذبہ پیدا فرمایا تھا جو اپنی ہی نہیں بلکہ غیروں کی لڑکیوں کو بھی ہلاکت سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ انہی معدود چند لوگوں میں فرزدق شاعر کے دادا صعصعہ بھی تھے جنہوں نے ۳۶۰ لڑکیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچالیا تھا۔ طبرانی میں ہے:

عن صعصعة بن ناجية المجاشعي وهو جد الفرزدق قال قلت يا رسول الله اني عملت أعمالا في الجاهلية فهل لي فيها من أجر قال وما عملت قال أحيت ثلث مائة وستين مؤودة ، اشترى كل واحد منهن بناتين عشرين و جمل فهل لي في ذلك من أجر فقال النبي صلى الله عليه وسلم لك أجره اذ من الله عليك بالاسلام. (۱)

فرزدق (شاعر) کے دادا صعصعہ بن ناجیہ المجاشعی روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے زمانہ جاہلیت میں کچھ (اچھے) اعمال بھی کیے ہیں کیا مجھے اس پر اجر ملے گا۔ آپ نے فرمایا تم نے کیا کام کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے تین سو ساٹھ لڑکیوں کو زندہ دفن ہونے سے بچالیا اور ہر ایک کی جان بچانے کے لیے دو دواؤں دیے۔ کیا مجھے اس پر اجر ملے گا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: ہاں! تمہارے لیے اجر ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے تجھے اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔

(۱) الدر المنثور: ج ۶ ص ۳۲۰ (سورہ تکویر کی تفسیر میں)

اسقاط حمل کے لئے ترغیبات و اشتہارات :

لیکن دوسری جانب اسقاط حمل کے لیے ترغیبات اور نئے طریقے و رسائل اختیار کئے جا رہے ہیں۔ اس کام کے لئے کروڑوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبار و رسائل میں اشتہارات شائع کئے جا رہے ہیں اور جگہ جگہ پوسٹرس اور بینرس لگائے جا رہے ہیں۔ ان اشتہارات میں سے ”مشتے نمونہ از خوارے“ کے مصداق ایک اشتہار پیش ہے۔ ”پانچ ہزار روپے خرچ کر کے مستقبل میں پچاس ہزار روپے بچائیے۔ یعنی اگر پیٹ میں لڑکی ہے تو اس کا حمل ضائع کر کے شادی کے اخراجات سے بچئے۔“

ہندوستان میں ہر سال ایک کروڑ بارہ لاکھ اسقاط حمل:

بھارت میں اسقاط حمل پر خواتین کے مشہور ماہنامہ فمینا (Famina) 1st April 1995 میں ایک تحقیقی رپورٹ شائع ہوئی تھی، اس رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں ہر سال ایک کروڑ بارہ لاکھ اسقاط حمل کے واقعات ہوتے ہیں جس میں ہر سال بیس ہزار عورتیں موت کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ ہر ایک ہزار پیدا ہونے والے بچوں پر ۴۶۲ اسقاط حمل ہوتے ہیں۔ یعنی ہندوستان میں ہر دو پیدا ہونے والے بچوں پر ایک اسقاط حمل کا واقعہ ہوتا ہے۔ (۱)

ایک ہاسپٹل کا مالی تخمینہ اور اس سے حاصل کثیر منافع :

بھارت کے گوشے گوشے میں قبل از ولادت بچیوں کو قتل کرنے والے ہاسپٹلوں میں صرف ایک ہاسپٹل (قتل کرنے والی فیکٹری) کی

(۱) سہ روزہ دعوت دہلی ۱۶/۱۷ اپریل ۱۹۹۹ء

مالیت کا تخمینہ پانچ بلین (پچاس کھرب) لگایا جاتا ہے۔ ہزاروں ڈاکٹر اس سے وابستہ ہیں۔ ماں کے رحم میں بچہ کی جنس معلوم کرنے والی مشینیں Ultrasound machines کی قیمت پانچ تا دس لاکھ کے درمیان ہوتی ہے، اس عمل کے ذریعہ قتل کرنے والی فیکٹری کے مالکان اور ڈاکٹر بڑے منافع حاصل کر رہے ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق ایسے سنٹر روپیہ سازی کی مشین ہیں، صاحب ثروت یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کے وارث لڑکے ہوں۔

Pre-Natal Diagnostic Centres سے متعلق ڈاکٹر فی اسقاط حمل 3000 سے 30,000 تک چارج لیتے ہیں، قانون سے بچنے کے لئے جنسی شناخت (Sex-determination) ایک سینٹر پر کیا جاتا ہے اور اسقاط حمل دوسرے سینٹر پر کیا جاتا ہے، اس کارروائی سے قانونی گرفت میں آنا مشکل ہوتا ہے۔

خیر مقدم کرنے والے اور ڈاکٹر بھی رمز و اشارہ میں بات کرتے ہیں جیسے ”آسمان نیلا ہے“ اور ”تمہارا بچہ صحیح ہے اور فٹ بال کھیلے گا“ یہ بتلانے کے لئے کہ پیدا ہونے والا لڑکا ہے۔ ”تم گلابی صحت میں ہو“ اور ”تمہارا بچہ گڑیے کی طرح ہے“ یہ بتلانے کے لئے کہ پیدا ہونے والا بچہ لڑکی ہے۔

ایک اہم رپورٹ :

دنیا میں ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس میں عورتوں کا تناسب (Ratio) مردوں کے مقابلہ میں بڑی تیزی سے ہر سال گھٹ رہا ہے۔ ۱۹۸۱ کی مردم شماری کے مطابق ایک ہزار مرد کے مقابلے میں ۹۳۵ عورتیں تھیں جبکہ ۱۹۹۱ کی مردم شماری سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ تناسب مزید کم ہو کر ایک ہزار مرد کے مقابلہ میں ۹۲۹ عورتیں رہ گئی ہیں۔

Patiala	770	871	پٹیا لہ
Ambala	784	888	انبالہ
Gurgaon	863	895	گرگاؤں
Faridabad	856	884	فرید آباد
Kurukshetra	770	868	کرکشیٹرا
Ahmedabad	814	896	احمد آباد
Vadodara	873	934	گودھرا
Rajkot	844	914	راجکوٹ
Jaipur	897	925	جے پور
All - India	927	945	آل انڈیا

۱۹۹۱ء میں پورے ملک میں ایک ہزار لڑکوں کے مقابل ۹۲۵ لڑکیاں تھیں جبکہ دس سال کے بعد ۲۰۰۱ء میں ایک ہزار لڑکوں کے مقابل ۹۲۷ لڑکیاں رہ گئی ہیں۔

ادارہ خاندانی بہبود کا ایک ذمہ دار کہتا ہے کہ مردم شماری نے اس حقیقت کو واضح کر کے رکھ دیا ہے کہ ۲۰۰۱ء میں نوعمر کے جنسی تناسب میں جو زبردست کمی آئی ہے وہ جو وقت کے کسی لمحہ میں نہیں ہوا۔

ملک کی خوشحال ریاستوں میں سے ایک ریاست پنجاب قبل از ولادت ماں کے رحم میں ہی بچیوں کو قتل کر دینے میں تمام ریاستوں سے آگے ہے۔ ۲۰۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق بچوں اور بچیوں کا تناسب کم ہو کر ۱۰۰۰ میں ۷۹۳ پر آ گیا ہے۔

ہریانہ اپنی پڑوسی ریاست پنجاب کی پیروی کر رہا ہے یہاں ہزار

جب پورے ملک میں ۱۰۰۰ مردوں کے مقابلہ ۹۲۹ عورتیں تھیں تو اس وقت پنجاب میں ۱۰۰۰ مردوں کے مقابلہ میں ۸۸۸ عورتیں تھیں۔ ۱۹۹۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق پنجاب کے مختلف ضلعوں میں بہت فرق تھا۔ امرتسر میں ۱۰۰۰ مردوں کے مقابلہ میں ۸۸۱ عورتیں تھیں، جبکہ فرید کوٹ میں ایک ہزار مرد کے مقابلہ میں ۸۸۴ عورتیں تھیں، چنڈی گڑھ میں ۱۰۰۰ مردوں کے مقابلہ میں ۹۳۷ عورتیں تھیں۔ ہریانہ میں عورت و مرد کے تناسب کا یہ فرق بہت تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ ۱۹۹۱ء کی مردم شماری سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ہریانہ میں ۱۰۰۰ مردوں کے مقابلہ میں ۸۶۵ عورتیں تھیں لیکن ۲۰۰۱ء کی مردم شماری خطرناک و تکلیف دہ ہے کہ ۶ سال تک کے لڑکے اور لڑکیوں کا تناسب کم ہو کر ۱۰۰۰ میں ۹۲۷ پر آ گیا ہے۔ جو اسقاط حمل کے ذریعہ لڑکیوں کو مار دینے کا واضح اشارہ ہے۔

تحقیق سے یہ واضح ہوا کہ گذشتہ دس سالہ عرصے کے دوران ہندوستان اور اس کے اہم شہروں میں لڑکیوں کی تعداد پستی کی طرف مائل ہے۔

شہر	1991	2001	City
دہلی	904	850	Delhi
ممبئی	942	898	Mumbai
پونے	943	906	Pune
امرتسر	881	783	Amritsar

لڑکے کے لئے ۸۲۰ لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اس خطرناک رجحان و عمل نے ہریانہ و پنجاب کی آبادی کو اس قدر متاثر کر دیا ہے کہ لوگ اپنے تئیں تیس سال کے لڑکوں کے لئے جوڑی تلاش کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اپنے لڑکوں کے لئے اپنے صوبے میں جوڑی تلاش کرنے میں قاصر لوگ اتر پردیش، بہار اور مدھیہ پردیش کا رخ کرتے ہیں اور وہاں سے نوجوان عورتوں کو ان کے والدین کو موٹی رقم دے کر اپنے یہاں لانے پر مجبور ہیں۔ اس معاملہ میں دہلی بھی زیادہ پیچھے نہیں ہے، گزشتہ دس سالوں میں جنسی تناسب میں زبردست انحطاط ہوا ہے۔ ۱۹۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق لڑکیوں کا جنسی تناسب ۹۱۵ سے گھٹ کر ۸۶۵ پر آ گیا ہے۔

بھارت کے حاکم اعلیٰ برائے مردم شماری جے۔ کے۔ بھٹنیا کے مطابق نوعمر کے جنسی تناسب میں زبردست انحطاط سنجیدہ مسئلہ تھا۔ ان کے مطابق ۱۹۹۱ء میں صرف ایک ایسا ضلع تھا جس میں ۱۰۰۰ مرد کے مقابلہ میں ۸۴۹ عورتیں تھیں۔ لیکن ۲۰۰۱ء کی مردم شماری سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اب ۳۲ ضلع ایسے ہیں جو جنسی تناسب میں انحطاط کے شکار ہیں اور مزید یہ کہ ۱۶ ضلعوں میں جس میں پنجاب کے ۶ اضلاع شامل تھے۔ جنسی تناسب ۸۰۰ سے بھی کم ہے۔

ایک دوسری قسم کی بھی تبدیلی ہوئی ہے، وہ یہ کہ ۱۹۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۲۱ اضلاع ملک میں ایسے تھے جنہوں نے ہر ۱۰۰۰ مرد کے لئے ۹۹۹ عورت ہونے کا مثبت رجحان دکھائے لیکن اب ایسے ضلعوں کی تعداد گھٹ کر صرف آٹھ (۸) رہ گئی ہے۔

۱۹۸۰ء کے نصف میں تملناڈو کے مدھورائی ضلع میں لڑکیوں کے مار ڈالنے کا عمل میڈیا میں سنجیدہ دھماکہ ثابت ہوا۔ اسی دوران راجستھان

جدید ٹکنالوجی کے فوائد و مقاصد اور اس کا غلط استعمال:

جدید ٹکنالوجی سے مطلوب ہے کہ وہ عورتوں کے صحتی خطرات گھٹانے میں مددگار ہو لیکن اس کے بجائے ہمارے ملک میں میاں بیوی اس ٹکنالوجی کا استعمال قدرت کے انمول عطیہ سے سبکدوشی و نجات پانے میں کر رہے ہیں۔

ہندوستان ان نئی ٹکنالوجی کا (جس کا استعمال جنس کی شناخت کرنے کیلئے کیا جاتا ہے) سب سے بُرا استعمال کرنے والا ملک بن چکا ہے۔

زن کشی کی دوسری شکلیں جیسے ستی اور جہیز نہ ملنے کی وجہ سے مار ڈالنا وغیرہ مضحکہ خیز ہونے کی وجہ سے ابھی زیادہ مقبول نہیں ہیں۔ ہم ہندوستانی اپنی لڑکیوں سے حقارت و نفرت اور جنسی امتیاز قائم کر کے قتل کر رہے ہیں۔ جنین کی شناخت کرنے کی سہولت نے ہمارے معاشرہ میں عورتوں کے مرتبہ و قدر کو مزید پست کر دیا ہے۔

ماضی میں جب یہ ٹکنالوجی ایجاد ہوئی اور ڈاکٹروں نے اس کو اپنایا تو اس کو غیر قانونی سمجھ کر ہمیشہ پوشیدہ رکھتے تھے لیکن اب ان جیسے Clinics (کلنکس) ملک کے گوشے گوشے ہی میں نہیں پھیلے ہیں بلکہ دیہاتوں میں بھی قدم جما لئے ہیں۔ اور اپنے اچھے کام کی تشہیر اخبارات کے ذریعہ کر رہے ہیں۔ پوسٹرس اور بینرز کے ذریعہ نشر و اشاعت کر رہے ہیں۔

بسوں اور ٹرینوں میں چسپاں یہ پوسٹر لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کر رہے ہیں۔ اسقاط حمل کے مراکز تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ لیکن قوانین ان جرائم کے روکنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قوانین اس وقت مفید ثابت نہیں ہو سکتے جب تک کہ معاشرتی بگاڑ کو دور کرنے کے ٹھوس اقدامات نہ کئے جائیں۔ ۱۹۸۸ء میں مہاراشٹر نے اس جیسا ایک قانون پاس کر دیا تھا لیکن وہ بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا ہے۔ National Commission of women (قومی ذمہ داری برائے زن) کے سروے سے حیرت زدہ انکشاف ہوا۔ وہ یہ ہے کہ ممبئی میں اسقاط حمل کے ذریعہ مار دیئے گئے ۸۰۰۰ جنین میں سے صرف ایک جنین بچہ کا تھا۔ (۱)

لمحہ فکریہ :

”مفکرین برائے مسئلہ زن“ اور ”تنظیم برائے زن“ عورتوں کو درپیش مسائل و مشکلات سے بے حد پریشان ہیں۔ لیکن ایسے مؤثر اعمال و اقدام کرنے سے قاصر ہیں جو ان کی ساری پریشانیوں کو دور کر دے حالانکہ سال میں ایک مرتبہ بین الاقوامی سطح پر ”دن برائے زن“ منایا جاتا

اس جرم کے خلاف ہمارے پاس قوانین موجود ہیں۔ (The Pre-Natal & Diagnostic Techniques (Regulation) Prevention of Misuse Act 1994) قبل از وقت ولادت کے فن تشخیص کا طریقہ کار (قانون برائے غلط استعمال اور احتیاطی تدابیر ۱۹۹۴ء) واضح طور پر یہ بیان کرتا ہے کہ الٹرا ساؤنڈ اور دوسرے آلات جن کا استعمال جنسی شناخت کے لئے ہوتا ہے ان سے مطلوب ہے کہ وہ غیر معمولی علم توالد و تناسل کا انکشاف کریں۔ اور ان کا استعمال غیر مولود بچے کی جنس کی شناخت کرنے کے لئے نہ کیا جائے۔

ان باتوں کے سد باب کے لئے ہمارے پاس قوانین ہیں لیکن ہمیں عوام الناس کو بیدار کرنے اور قانون شکنی کرنے والے ڈاکٹر کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کرنے اور قانون نافذ کرنے والوں کو چوکس کرنے کی ضرورت ہے۔ مرکزی حکومت کے علاوہ تقریباً تمام ریاستیں ان جیسے قوانین پاس کر چکی ہیں لیکن اس سمت میں ایک بھی قانون مکمل کامیاب نہیں ہوا ہے۔

غیر قانونی اسقاط حمل کے مراکز کی

بھنات اور قوانین ہند کی بے بسی :

دہلی اور ملک کی مختلف جگہوں میں لوگوں کی ضرورت کو پورا کرنے والی وافر تعداد میں Private Cliniccum Laboratories ہیں ان کی تعداد، قسم اور جانچ کے طریقے مختلف ہیں، آلات کی قسم اور ڈاکٹروں کی اہلیت و قابلیت بھی مختلف ہیں لیکن ان سب کا ہدف ایک جیسا ہے۔ یہ سب The Centres for Genetic Diagnosis, Ultrasound Scan Sentres, Clinical Labs وغیرہ جیسے نام سے جانے جاتے ہیں۔

ہے۔ اس دن عورتوں کے حقوق اور ان کو درپیش مسائل پر سیمینار اور کانفرس کا انعقاد بھی عمل میں آتا ہے اور تجاویز بھی پاس کی جاتی ہیں اور مضامین و مقالات کی بھی نشر و اشاعت ہوتی ہے۔ اور سرکاری و غیر سرکاری تنظیموں اور شخصیات کی جانب سے عورتوں کے حقوق کی بازیابی کے لئے مختلف کوششیں کی جاتی ہیں۔

لیکن افسوس کہ ان کوششوں کے مثبت نتائج سامنے نہیں آرہے ہیں۔ بلکہ آئے دن ان کی مشکلات میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ لہذا ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ لوگوں کے ذہن و فکر کو بدلنے کی کوشش کی جائے اور ان کے اندر ایک غیبی طاقت کا خوف پیدا کیا جائے۔

وزیر متحدہ برائے ”بہبودی صحت و کنبہ“ (The Union Minister for health and family welfare) ششما سوراج نے اسقاط حمل کے ذریعہ لڑکی کو مار دینے کے بڑھتے ہوئے رجحان پر فکر کا اظہار کیا اور ان کو اس بات پر یقین ہے کہ قانون اسے تنہا نہیں روک سکتا، اگر قانون سے اس کا سد باب ممکن ہوتا تو اس خطرہ کا خاتمہ ہو چکا ہوتا، وہ کون سی تدبیر ہے جس کے ذریعہ یہ نسل کشی بند ہو جائے۔ اس سوال کے جواب میں وہ کہتی ہیں کہ ضمیر کو جھنجھوڑ دینے والے نعرے اور کثیر آگاہی کی کوششیں کر سکتی ہیں۔ اس نے اس جیسا ایک نعرہ لگا کر بھی بتایا مثلاً کنوارے رہ جاؤ گے۔ اس نے مزید کہا ”ہم نے اس سال لے نس اسٹار سینیا مرزا کے ساتھ بچی کے لئے مثبت کوشش شروع کر دی ہے۔“ وزارت برائے صحت کے ۲۰۰۴ء کے یوم جمہوریہ کا ڈرامائی منظر بھی بچیوں کے موضوع پر ہوگا۔ اس نے مزید کہا کہ ”صرف لڑکا ہی ترقی و کامیابی کا ضامن ہے“ اس جیسے یقین کو مٹانے کے لئے مذہبی رائے قائم کرنے والوں کی مدد کی ہمیں ضرورت ہے۔ فن لشکر کشی برائے وزارت لڑکیوں کے حق میں عوام کو جوش

دلانے کے لئے ایسے ممتاز اشخاص کے نام کی اشاعت کرتے ہیں جن کے پاس صرف لڑکیاں ہی ہیں کوئی لڑکا نہیں ہے۔

پورینا ڈوانی صدر ”نیشنل ووین کمیشن“ کی رائے ہے کہ نسوانی اسقاط حمل (Female foeticide) کی روک تھام کرنے کے لئے عورتوں کو بذات خود ایک اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔ عورتیں اپنے رحم میں پرورش پاتے جنین کو قتل کرنے کے خلاف جب تک بذات خود آواز نہیں اٹھائیں گی تب تک لڑکیوں کے اسقاط حمل کا عمل جاری و ساری رہے گا۔

N.G.O کی جانب سے ہونے والی بحث و مباحثہ، لڑکیوں کے ساتھ ہونے والے جبر و تشدد کو روکنے کی کوشش کی کڑی تھی۔ تنظیم کے صدر گوری چودھری نے کہا کہ دلی کے شمالی، مغربی اور مشرقی ضلعوں کے سروے نے اس بات کا انکشاف کیا کہ علاقہ میں لڑکے اور لڑکیوں کے جنسی تناسب میں ایک نمایاں فرق ہے۔

جبکہ N.G.O کے وکیلوں پر مشتمل ایک دوسرے پروگرام کی قیادت کرتے ہوئے اسمیتا (Asmita Bose) نے محسوس کیا کہ ایک عورت اپنے جنین کے قتل کرنے کی رچی سازش کے خلاف شکایت کرنے سے اپنے آپ کو معذور پاتی ہے، اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ وہ ”قبل از ولادت فن تشخیص کا طریقہ کار، قانون برائے غلط استعمال اور احتیاطی تدبیر ۱۹۹۴ء“ جیسے اہم قانون سے کم واقفیت رکھتی ہے اس بڑھتے ہوئے رجحان کو روکنے کے لئے قانونی مہم کی رسائی کو عام کرنے اور جنسی امتیاز کے خلاف عوام کی رائے بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ نسوانی اسقاط حمل (Female foeticide) کے متعلق فکر کا اظہار کرتے ہوئے ”شعبہ برائے بہبودی کنبہ“ کے سکریٹری اعلیٰ راجندر بھنوال نے کہا کہ مغربی یوپی میں حالت زیادہ ہی سنگین ہے، اور یہ لڑکیوں

کے مکانوں سے نکل کر پکے مکانوں کی طرف جاتی ہیں۔

کیا دوسری ریاستوں میں خاص طور پر جنوبی ریاستوں میں عورتیں اس جیسی مہم کی پیروی کریں گی؟ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ وہ ناپید ہونے والی انسانی نسل کے خطرہ سے آگاہ ہیں، جہاں تک اسلام کی بات ہے تو اس کے لئے خدائی قانون جرائم کو روکنے کے لئے اس قدر موثر اور قابل عمل ہے کہ اس کو ایک مرتبہ عملی جامہ پہنانے سے معاشرہ میں قدرتی طور پر بہتری آ جاتی ہے اور معاشرہ سیدھی راہ پر چل پڑتا ہے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ رہی بات سرکاری وغیرہ سرکاری قوانین و اقدامات کی تو وہ اس عظیم خطرہ کو روکنے سے قاصر ہیں۔ بلاشبہ انسان کے بنائے ہوئے قوانین جرموں کو روکنے میں بے بس اور عاجز ہیں۔ یہ حوصلہ کن بات ہے کہ وزیر برائے بہبودی صحت و کنبہ نے خطرہ کو روکنے کے لئے مذہبی رائے قائم کرنے والوں کی مدد چاہی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یونین ہیلتھ منسٹری اس بڑھتی ہوئی مصیبت کے تعلق سے مختلف مکالموں کی مجلس قائم کرے گی۔ اور اسلامی قوانین سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔ (۱)

غور طلب امور یہ ہیں کہ اقوام متحدہ کی جانب سے ۵ ستمبر ۱۹۹۴ء کو عالمی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں یہ بات سامنے آئی کہ اس وقت دنیا کی آبادی پانچ ارب ہے۔ آئندہ بیس سالوں میں یہ تقریباً دس ارب تک پہنچ سکتی ہے۔ آبادی پر کنٹرول کرنے کے لیے بہت سے امور پر غور و خوض کیا گیا اور تجاویز پاس کی گئیں ان تجاویز میں ایک تجویز یہ بھی تھی کہ اقوام متحدہ آئندہ

اور عورتوں میں تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہے۔ لڑکیوں کی تعداد میں کمی اسقاط حمل کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اسقاط حمل لڑکیوں کی پیدائش کو روکنے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ جانچ برائے شناخت جنس (Sex Determination tests) کے لئے جانے والی اور بعد میں اسقاط حمل کے لئے جانے والی عورتوں میں سے اکثریت زیادہ آمدنی رکھنے والے طبقے سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ اس تصور و خیال میں کہ ”بچہ مستقبل میں کمانے والا یا حفاظت کرنے والا ثابت ہوگا، اور لڑکی خاندان اور معاشرے کے لئے ایک بوجھ ثابت ہوگی“ کے تحت ایسا کرتی ہیں۔

دیہاتی علاقوں میں pre-natal Diagnostic tests centers اور گاؤں میں Mobile ultra sound points کا پھیلنا اس خطرے کو مزید جاری رہنے میں مدد کر رہا ہے۔ نوبل انعام یافتہ امرتیا سین بھی فرنٹ لائن (۹ جون ۲۰۰۳ء) میں اس کی تصدیق کرتے ہیں، تمام موجود ثبوت کو یکجا کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ”یہ تبدیلی (بچوں کے جنسی تناسب میں بڑھتی گراؤٹ) صرف لڑکیوں کی ہلاکت میں زیادتی کو ہی نہیں بتاتی بلکہ لڑکیوں کی پیدائش لڑکوں کے مقابلہ میں کم ہونے کو بھی بتاتی ہے“۔

وقت کی ضرورت ہے کہ N.G.O. کے علاوہ عورت بذات خود آگے بڑھے اور لڑکیوں کے اسقاط حمل کے خطرے کے خلاف منظم تحریک چلائے۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق تامل ناڈو کے بہت سے گاؤں میں تحریک برپا ہو رہی ہے۔ اور عورتیں اپنے آپ کو ذاتی مدد کے گروہوں میں کھپا کر محنت کر رہی ہیں۔ جماعت کی شکل میں لڑکی کی زندگی کے حقوق کے لئے مہم چلانے کے لئے جھونپڑی

۲۰۰۰ء تک کے لیے چوتیس ارب ڈالر صرف کسٹڈم کے لیے خاص کرے۔
یہ تجویز اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔ (۱)

عالمی ادارہ اقوام متحدہ کے ساتھ مرکزی حکومتوں، صوبائی حکومتوں، ذرائع ابلاغ اور سماجی تنظیموں و کارکنان کی جانب سے مؤثر اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ لوگوں کی مختلف انداز سے ذہن سازی کے ساتھ اس کام کے لیے امداد و تعاون کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ ان اقدامات کے اچھے نتائج بھی دیکھنے میں آرہے ہیں (۲) کہ لوگ ایک یا دو اولاد کے بعد کنڈوم اور مانع حمل دواؤں کا استعمال کرنے لگے ہیں۔ اگر تدبیر کے باوجود حمل ٹھہر بھی جائے یا کوئی تدبیر نہ کریں تب بھی ان کو یقین ہے کہ اسقاط حمل کے مواقع و سہولیات باسانی حاصل ہو جائیں گے۔ کچھ لوگ تو نسبندی یا آپریشن کرا کر اس معاملہ سے ہی ہمیشہ کے لیے نجات پالیتے ہیں۔ (۳)

اگر بالفرض کنڈوم، مانع حمل دواؤں، نسبندی اور آپریشن سے لوگ دور رہتے اور صرف اسقاط حمل ہی کراتے تو اسقاط حمل کا موجودہ اعداد و شمار ایک

(۱) دی جنرل مسلم ورلڈ لیگ، مکہ مکرمہ ستمبر ۱۹۹۹ء

(۲) ہم دو ہمارے دو کا اس قدر نعرہ بلند کیا گیا اور اشتہار و پروپیگنڈہ سے کام لیا گیا کہ چھوٹے بچے بھی اس سے متاثر ہو گئے اور انہوں نے تیسرے بھائی کا زندہ رہنا گوارا نہیں کیا۔ مصر میں دو بچوں نے مل کر تیسرے نوزائیدہ بھائی کا گلہ گھونٹ دیا ان معصوم بچوں نے جواب دیا کہ تیسرے کو ہم کبھی گوارہ نہیں کریں گے۔

(۳) ۱۹۹۱ء میں مجموعی طور سے عورتوں کی پیدائش میں ساڑھے سات لاکھ کی کمی ہوئی، جہیز کی خاطر ہر سال سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پورے ملک میں آٹھ ہزار نو سو ستاسی عورتوں کو جلا دیا جاتا ہے یہ تعداد الگ ہے۔ تیسری طرف ہم دو ہمارے دو کے چکر میں خاندان کو محدود کرنے کے لیے نس بندی کے ذریعہ قتل اولاد کا مشغلہ الگ جاری ہے۔ ”اذا الموءدة سئلت بأى ذنب قتلت“ (مغربی میڈیا اور اس کے اثرات ص ۲۵۱)

کروڑ چالیس لاکھ سے بڑھ کر دگنا ہو جاتا اس طرح کم از کم دو کروڑ اسی لاکھ لڑکیاں مزید ہر سال اس دنیا میں موجود رہیں۔ غور کیجیے اگر یہ سلسلہ جاری وساری رہا تو لڑکیوں کی تعداد خطرناک حد تک کم ہو جائے گی جو انسانی وجود کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا۔ (۱)

اس سے سماج میں زنا بالجبر، اغوا اور غلط طریقے سے اپنی خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کے واقعات میں اضافہ ہوگا۔ حالانکہ اس وقت ہندوستان میں ہر ۳۴ منٹ پر ایک عورت زنا بالجبر اور ہر ۴۳ منٹ پر ایک عورت اغوا کا شکار ہو جاتی ہے۔ یہ خود پاکیزہ معاشرہ کے لیے زبردست چیلنج ہے اگر اس میں اضافہ ہو جائے تو معاملہ کتنا سنگین و روح فرسا ہوگا اس کا تصور کر کے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(۱) لڑکیوں اور عورتوں کی بڑی تعداد میں ہلاکت کی وجہ سے یہ اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ چند سالوں کے بعد لڑکیوں کا وجود ختم ہو جائے، ان کی بات پر شاید آپ یقین نہ کریں لیکن اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے جس سے اس وقت ہندوستانی سماج دوچار ہے۔

کسی گاؤں میں ۱۱۰ برسوں کے بعد بارات کی آمد پر بہت سے لوگوں کو حیرت ہو سکتی ہے لیکن راجستھان کے ضلع باڑمیر کے دیورا گاؤں میں ایسا ہی ہوا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پیدا ہونے والی ہر بچی کو ہلاک کر دینے کا عام رواج رہا ہے۔

اندر سنکھ کی بیٹی جس کی وجہ سے ایک صدی سے بھی زیادہ عرصے کے بعد گاؤں میں بارات کی آمد کا موقع فراہم ہوا۔ محض اس وجہ سے زندہ بچ گئی کہ دوران حمل اس کی ماں اپنے میکہ چلی گئی اور وہیں بچی کی پیدائش ہوئی۔ دس سال کی عمر تک بچی کو وہیں چھوڑ دیا گیا اور جب دس سال بعد وہ والدین کے گھر آئی تو اس کو اس لیے زندہ رہنے دیا گیا کہ اس کی آمد کے بعد کاروبار میں کافی ترقی ہوئی جس کی وجہ سے بچی کا خوش قسمت ہونا سمجھا گیا۔ (سہ روزہ دعوت۔ ۳ اکتوبر ۱۹۹۹ء)

زندہ بچ جانے والی لڑکیوں کے

مسائل و مشکلات

ان مراحل سے کامیاب گذر جانے والی لڑکیوں کے سامنے باقی زندگی میں کئی قسم کے مسائل درپیش ہیں۔ تلک (نقد رقم)، جہیز اور شادی کے دیگر اخراجات و لوازمات کی وجہ سے کبھی والدین اپنی لڑکیوں کو ہلاک کر دیتے ہیں یا ان کو کسی گروہ کے ہاتھ بچ دیتے ہیں یا بے حیائی میں مبتلا ہونے کی کھلی اجازت دے دیتے ہیں۔ کچھ غیر متند والدین سماجی مطالبات و رسوم کی وجہ سے خودکشی کر بیٹھتے ہیں یا غم و فکر کی وجہ سے مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دوسری جانب لڑکیاں والدین کی پریشانی اور کشمکش کی زندگی کو دیکھ کر موت کو زندگی پر ترجیح دے رہی ہیں اور اپنے آپ کو حقیر و ذلیل سمجھنے اور سماج کے خلاف بغاوت کرنے پر مجبور نظر آرہی ہیں۔ کچھ لڑکیاں اپنی شادی کے لیے نوکری کرتی ہیں جس کے نتیجے میں انہیں بسوں میں دھکے کھانے اور آفیسر کی جنسی خواہش کی تکمیل کرنے اور انکار کی صورت میں تلخ کلام و جھڑکیوں اور دھمکیوں کا شکار ہوتی ہیں۔ (۱) وہ گھر کی زینت بننے کے بجائے آفس کی زینت بنتی ہیں، گھر سے باہر

(۱) گجرات ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی مشاورتی شاخ کی ڈائریکٹر مسز مکیش نشیل

اور ان کے ساتھیوں نے زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والی عورتوں کی حالت کا ایک جائزہ لیا ہے۔ اس جائزہ کے مطابق:

..... ان برسر روزگار عورتوں کی زندگی میں ایسی کوئی رعنائی اور

بقیہ صفحہ ۴۵ پر

قدم رکھنے کی وجہ سے چھیڑ چھاڑ، اغواء، زنا بالجبر اور جنسی بے حرمتی کا شکار ہو جاتی ہیں

ملک کی راجدھانی دہلی کو ہی لے لیجیے جہاں سربراہان حکومت ہند انصاف کے سب سے بڑے ادارہ ”سپریم کورٹ“ حقوق نسواں و آزادی نسواں کے علمبردار اور قانون بنانے والے اور نافذ کرنے والے افراد و ادارے موجود ہیں وہیں عورت سب سے زیادہ مظلوم ہے۔ وہاں عورتوں کا گھر سے باہر نکل کر ملازمت کرنا، تجارت یا تعلیم حاصل کرنا کتنا دشوار ہو گیا ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل رپورٹ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

”دہلی کی ۹۰ فیصد خواتین نے رپورٹ دی ہے کہ جنسی بدسلوکی کارخانوں، دفاتر، شاہراہوں حتیٰ کہ بسوں میں بھی بہت بڑھ گئی ہے، دہلی کی ایک ہزار خواتین کے سروے سے معلوم ہوا کہ ان میں ۹۶ فیصد تعداد کسی نہ کسی جرم کا نشانہ بنی ہے۔ دہلی جواہر لال یونیورسٹی کے سروے سے معلوم ہوا

مست نہیں پائی جاتی جو بظاہر لوگوں کو ان کے بارے میں محسوس ہوتی ہے ایک حالیہ سروے کے مطابق ۳۳ فیصد غیر شادی شدہ عورتیں اپنی پوری تنخواہ کا بڑا حصہ اپنے خاندان کی ضروریات پر خرچ کرتی ہیں..... شادی شدہ خواتین انہیں مشتبہ نظروں سے دیکھتی ہیں۔ مرد محض ان سے لطف اندوز ہونے کی امید رکھتے ہیں۔ دفاتروں میں ان کے لیے صحت مند دوستی کے مواقع حاصل نہیں ہوتے، ان کے دفتری آقا اکثر اوقات انہیں اپنی جنسی ہوس کا آلہ کار بناتے ہیں۔

شہروں میں عورتیں عام طور پر چار پیشوں میں پائی جاتی ہیں: علمی، اسپتالوں میں، نچلے عملے کے کام میں، کلرکی یا ٹیلیفون کی آپریٹری وغیرہ، ان کی تنخواہیں زیادہ نہیں ہوتیں اور وہ عام طور پر تنگ دستی میں مبتلا رہتی ہیں۔ ان کے ان حالات کا عام طور پر فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور انہیں ترقی دلانے کے لیے متعلقہ افسران سے راہ و رسم بڑھا کر ان کا جنسی استحصال کرتے ہیں۔ (مسلم پرسنل لا اور اسلام کا عائلی نظام شمس تبریز خاں ص۔ ۲۶۸-۲۶۹ بحوالہ قومی آواز ۳ جون ۱۹۸۱ء)

کہ یہاں ۶۷ فیصد طالبات کو بھی نہ کبھی جنسی بے حرمتی کا شکار ہونا پڑا ان میں ۵۸ فیصد کی تعداد ہوسٹل میں رہنے والیوں کی تھی۔ گھروں میں ملازماؤں اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ ۱۹۹۶ء میں زنا کاری میں ۶۸ فیصد کا اضافہ ہوا۔ (۱)

۱۹۹۷ء میں صرف دہلی میں جرائم کی نوعیت اور تعداد مندرجہ ذیل ہے:

- ☆ عصمت دری کے واقعات: چودہ ہزار نو سو اٹھانوے۔
- (جبکہ صرف ۱۰ فیصد واقعات کی سرکاری رپورٹ لکھوائی جاتی ہے)
- ☆ جنسی چھیڑخوانی اور آبروریزی کی کوشش ستائیس ہزار نو سو۔
- ☆ گھریلو ملازماؤں اور قریبی رشتہ داروں کی عصمت دری: ستر ہزار چھ سو بانوے

☆ جہیز میں اموات: چار سو اکیس

دہلی میں خواتین مخالف جرائم کی شرح فی لاکھ آبادی میں ۱۳۲ فیصد ہوگئی جب کہ پورے ملک کا اوسط فی لاکھ ۱۹۰ فیصد ہے یعنی قومی شرح کے مقابلے میں دہلی میں خواتین کی بے حرمتی کا اوسط دوگنا اور بچیوں کی بے حرمتی کا اوسط چارگنا ہے۔ ۱۹۹۶ء کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ زنا کے یہ واقعات زیادہ تر ۸۸ فیصد رشتہ داروں اور لوگوں کے کرتوت ہوتے ہیں۔ (۲)

(۱) مغربی میڈیا اور اس کے اثرات ص ۲۵۰

(۲) ہفت روزہ سنڈے نے یکم جون ۱۹۹۷ء کے شمارہ میں Help Line نامی سماجی تنظیم کے ذریعے کیے جانے والے سروے میں ان اعداد و شمار پر اپنی توجہ مرکوز کی ہے جن میں باپ بیٹی، ماں بیٹے، بھائی بہن اور چچا، ماموں وغیرہ کے درمیان جنسی تعلقات قائم ہو رہے ہیں، یہ تعداد بھیانک حد تک بڑھ رہی ہے۔

پورے ملک میں خواتین کو ستانے کے جتنے واقعات ہوتے ہیں اس کے ۱۸ فیصد واقعات صرف دہلی میں ہوتے ہیں مزید برآں لڑکیوں کے اغوا، ان کی عصمت دری اور چھیڑخوانی کے واقعات کی شرح ملک گیر اوسط کے مقابلہ میں چھ گنا پائی گئی ہے۔

اسقاط حمل کی کثرت کی وجہ سے دہلی میں مرد و خواتین کے تناسب میں فرق آگیا ہے۔ مردوں کی تعداد بڑھ گئی ہے ایک ہزار مردوں کے مقابلہ میں ۹۲۹ عورتیں۔ (۱)

دہلی کے جرائم کے بارے میں ہر سال پولس کمشنر (کرائم) اپنی رپورٹ جاری کرتے ہیں اور گزشتہ سال سے موازنہ بھی کرتے ہیں۔

۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۶ء میں جرائم کا موازنہ کرتے ہوئے پولیس کمشنر نے بتایا کہ ۱۹۹۶ء میں جرائم میں ۲۵ فیصد کا اضافہ ہوا ہے ۱۹۹۵ء میں دہلی کی عدالتوں میں مقدمات کی تعداد (بم دھماکوں، قتل، اغوا، بردہ فروشی، عصمت دری) پینتالیس ہزار تین سو چونسٹھ (۲۵۳۶۳) تھی۔ ۱۹۹۶ء میں یہ تعداد ۶۵۰۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔ دو برس کے اندر ایف آئی آر کی تعداد میں ۸۸ فیصد کا اضافہ ہوا۔ (۲)

دارالسلطنت میں بڑھتے ہوئے زنا بالجبر کے واقعات سے آگاہ دہلی کی وزیر اعلیٰ شیلہ دیکشت (Sheela Dikshit) نے ۱۷ اکتوبر کو عورتوں پر مشتمل نمائندگان کے وفد کو صدر مملکت اے۔ پی۔ جے۔ عبد الکلام کے پاس لے گئی اور ان کی مداخلت چاہی۔ اس سے اندازہ کر لیجئے کہ معاملہ کتنا سنگین ہو چکا ہے۔

(۱) مغربی میڈیا اور اس کے اثرات صفحہ ۲۴۹-۲۵۰

(۲) مغربی میڈیا اور اس کے اثرات ص ۲۴۹

جب ہم پورے ملک پر عمومی نظر ڈالتے ہیں تو ایک خطرناک اور دلدوز رپورٹ سامنے آتی ہے۔

ہمارے ملک میں جرائم میں کس تیزی کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے اس کا اندازہ نیشنل کرائم ریکارڈ سے ہوتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ انڈین پینل کوڈ کے تحت جرائم کی تعداد ملک کے ۲۳ بڑے شہروں میں تشویشناک حد تک زیادہ ہے۔ ریکارڈ میں بتایا گیا ہے کہ ان شہروں میں ۱۹۹۴ء میں جرائم کے واقعات کی تعداد دو لاکھ تیس ہزار چار سو انہتر تھی جو ۱۹۹۵ء میں دو لاکھ سینتالیس ہزار نو سو تیس اور ۱۹۹۶ء میں دو لاکھ تریں ہزار ستاون ہو گئی۔ (۱)

”انڈیا ٹوڈے“ (۱۶ جنوری ۱۹۹۷ء) کے مطابق امریکہ کی طرح بھارت میں بھی منٹ اور گھنٹہ کے تناسب سے جرائم ہو رہے ہیں، مثلاً ہر ۲۵ منٹ پر ایک زنا بالجبر، ہر ۲۶ منٹ پر جنسی چھیڑ چھاڑ، ہر ایک گھنٹہ پندرہ منٹ پر ایک جہیز کی خاطر عورت زندہ جلادی جاتی ہے اور ہر ۳۳ منٹ پر ظلم و زیادتی کا شکار ہوتی ہے۔

چار سال بعد کی رپورٹ دیکھیے تو جرائم میں مزید اضافہ کا علم ہوتا ہے جو ایک خطرناک صورت حال کی جیتی جاگتی تصویر معلوم ہوتی ہے۔

”دینک بھاسکر (۲۷ مارچ ۲۰۰۱ء) کے مطابق بھارت میں ۲۶ منٹ پر ایک عورت چھیڑ چھاڑ یا استحصال کا شکار ہوتی ہے، ہر ۳۴ منٹ پر ایک عورت سے زنا بالجبر ہوتا ہے جرائم ریکارڈ بیورو کے جائزہ کے مطابق ملک میں ہر ۲۶ منٹ پر ایک عورت جنسی استحصال اور ۴۳ منٹ میں اغوا کا شکار ہو جاتی

(۱) مغربی میڈیا اور اس کے اثرات صفحہ ۲۴۹

ہیں جبکہ ہر ۹۳ منٹ پر ایک عورت کا قتل ہو جاتا ہے۔

لڑکیاں چاہے کسی مجبوری کی وجہ سے یا اپنی دولت بڑھانے اور معیار زندگی کو بلند کرنے کے لیے ملازمت یا تجارت کرتی ہوں، ان کے لیے اپنے نفس پر قابو رکھنا ان لڑکیوں کے مقابلے میں زیادہ دشوار ہوتا ہے جو گھروں میں رہتی ہیں۔ بازار کی دلفریبی و رونق، مردوں سے اختلاط اور میل جول کی وجہ سے زیادہ تر لڑکیاں خود اپنی عزت و ناموس کھو بیٹھتی ہیں۔ شادی کے مشکل ترین ہو جانے کی وجہ سے ہر وقت والدین اور رشتہ داروں کی سرپرستی میں رہنے والی لڑکیوں کے اندر فحاشی و عریانیت، ناجائز طریقے سے اپنی جوانی کی پیاس بجھانے اور کسی کے ساتھ بھاگ جانے کے واقعات میں مسلسل اضافہ ہو رہے ہیں تو ان لڑکیوں کا کیا پوچھنا، جو ہر وقت شیطانوں کے نزغے میں رہتی ہیں اور ان کا زیادہ تر وقت بازار، دفاتر اور عوامی جگہوں پر گزر رہا ہے۔ ان لڑکیوں کی حالت سب سے زیادہ قابلِ رحم ہے جو کسی مجبوری کی وجہ سے ملازمت کرتی ہیں، اگر ان کی بروقت شادی ہو جائے تو بہت سے مسائل و مشکلات سے نجات پاسکتی ہیں، لیکن افسوس کہ شادی کے دشوار ترین ہو جانے کی وجہ سے آئے دن ان کے مسائل و مشکلات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

ہر سال ۲۵ ہزار لڑکیوں کا جسم فروشی کے پیشہ سے وابستہ ہو جانا صالح سماج کے لئے ایک چیلنج :

لڑکیوں کا ایک طبقہ حالات اور سماجی مطالبات سے تنگ آ کر مجبوراً جسم فروشی کے پیشہ سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ ۱۹۹۹ء کی ایک رپورٹ مطابق ہر سال ۲۵ ہزار لڑکیاں اس پیشہ سے وابستہ ہوتی ہیں اگرچہ ان لڑکیوں کا اس پیشہ سے وابستہ ہونے کے حالات اور عوامل مختلف ہیں، اور جو اعداد و

شمار ہمارے سامنے ہے وہ ان معاملات سے متعلق ہیں، جنکی رپورٹ موجود ہے ایسے بہت سے ہیں جنکی رپورٹ نہیں ہوتی اس ان اعداد و شمار میں اضافہ کی بڑی گنجائش ہے بلکہ اس میں مزید اضافہ کی گنجائش ہے۔ البتہ اس سے حالات کی سنگینی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ رپورٹ ملاحظہ کیجئے:-

”جسم فروش عورتوں اور ان کے بچوں کی حالت بنانے کے لیے سرگرم ایک تنظیم نے ملک گیر سروے کے بعد دعویٰ کیا ہے کہ ملک میں ایک ہزار ایک سو ریڈ لائٹ علاقے (Red Light Area) ہیں یعنی ایسے علاقے جہاں جسم فروشی کا کاروبار کرنے کی اجازت ہے، سروے کے مطابق جسم فروش عورتوں کی تعداد ۲۳ لاکھ اور ان کے بچوں کی تعداد ۵۱ لاکھ ہے، سروے کے مطابق ہر سال ۲۵ ہزار لڑکیاں جسم فروشی میں داخل ہو رہی ہیں۔“ (۱) ”ایک رپورٹ کے مطابق اس کالے دھندے میں ہر سال تقریباً ۲۰ ہزار کروڑ روپیے لگائے جاتے ہیں، ان میں سے گیارہ ہزار کروڑ روپیے کم عمر پیشہ والی لڑکیوں کے کاروبار میں لگائے جاتے ہیں۔“ (۲)

اگر جہیز کے خاتمہ اور شادی کی جملہ کارروائی کو آسان سے آسان تر بنانے کی حتی المقدور کوشش نہیں کی گئی تو جسم فروشی کے پیشہ میں داخل ہونے والی لڑکیوں کی تعداد میں بے حد اضافہ ہوگا، حالانکہ ہر سال ۲۵ ہزار لڑکیوں کا جسم فروشی کے پیشہ میں داخل ہونا پاکیزہ معاشرہ میں سانس لینے والوں کے لیے ایک سوالیہ نشان ہے، اور ہندوستانی سماج کے چہرے پر ایک بدنما داغ بھی۔

(۱) سہ روزہ دعوت ۱۶/۱۷ اپریل ۱۹۹۹ء

(۲) ندائے ملت ۷/ ستمبر ۲۰۰۰ء

دلہنوں پر مظالم اور ان کے حقوق کی پامالی:

ایسے والدین جن کی کمائی کم ہے، وہ نہایت ہی مشقت، پریشانی اور بخلت سے اپنی بیٹی کے لیے جہیز کا انتظام کرتے ہیں اور کچھ لوگ رشوت، غذائی اشیاء میں ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، ذخیرہ اندوزی اور حرام ذریعوں سے دولت حاصل کرتے ہیں۔ کچھ لوگ مکان یا قیمتی زمین یا دوکان یا کوئی اور قیمتی سامان فروخت کر کے یا گروی رکھ کر اپنی بیٹی کی شادی کرتے ہیں اور عموماً لوگ اپنی لڑکیوں کو لاڈ و پیار سے پال پوس کر اور قیمتی سامان جہیز دے کر کسی کے گھر کی زینت بناتے ہیں، لیکن افسوس کہ موجودہ ہندوستانی معاشرہ میں اکثر بیٹی والوں کو چین و سکون کی زندگی میسر نہیں آتی، اور ان کی لاڈلی بیٹی کبھی ساس و نند اور کبھی شوہر کی جانب سے ظلم و ستم کا نشانہ بنتی ہے، ساس و نند کی جانب سے بات بات پر طعن و تشنیع اور ناروا سلوک کے ساتھ ڈھیر ساری ذمہ داریاں اسکے سپرد کر دی جاتی ہیں اور کبھی شوہر کی جانب سے کسی سامان کے نہ ملنے یا اس میں نقص و کمی یا کسی نئے سامان کی فرمائش کی وجہ سے ستائی جاتی ہے اور گالی، طعنہ اور ظلم و ستم سے دوچار ہوتی ہے اور معاملہ حد سے گذر کر طلاق اور خلع و تفریق تک جا پہنچتا ہے اور کبھی ان کو اس قدر مجبور کر دیا جاتا ہے کہ وہ خودکشی کر لیتی ہیں یا ضبط و صبر اور غم و اندوہ کی وجہ سے مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو کر قلمہ اجل بن جاتی ہیں۔ بسا اوقات سسرال والے اس کو زندہ جلا دیتے ہیں یا مختلف طریقے سے ان کو قتل کر دیتے ہیں، یہ ایسی درندگی و شیطانیت ہے جس سے درندوں کا سر بھی شرم سے جھک جائے۔ حالانکہ اسلام نے شوہر کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کی دلجوئی کرے، اور نان و نفقہ کا انتظام کرے، اور

اس کی معمولی غلطیوں کو درگزر کرے، اس کی خوبیوں پر نگاہ رکھے اور وہ اسکو باندی کی طرح نہ مارے۔ ایک صحابیؓ نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا: ماحق المرأة علی الزوج؟ قال ان يطعمها اذا طعم وان یکسوها اذا اکتسی، ولا یضرب الوجه ولا یقبح ولا یهجر الا فی البیت (۱)

”شوہر پر بیوی کا حق کیا ہے؟ فرمایا جب خود کھائے تو اس کو کھلائے، جب خود پہنے تو اس کو پہنائے نہ اسکے منہ پر تھپڑ مارے، نہ اس کو برا بھلا کہے، نہ گھر کے علاوہ سزا کے لیے اس کو علیحدہ کرے۔“ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خیرکم خیرکم لاهلہ“ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر ہو۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

أکمل المؤمنین ایماناً احسنهم خلقاً وخیارکم خیارکم لنسائهم خلقاً (۲)

”ایمان کے اعتبار سے کامل مومن وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر وہ ہیں جو تم میں عورتوں کے لیے بہتر ہوں۔“

شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی خوبیوں پر نگاہ رکھے اور معمولی کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف کرے، اور اسکی فطری کجی پر صبر کرتے ہوئے اسکے ساتھ زندگی گزارے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ”لا یفرک مؤمن مؤمنة ان کرہ منها خلقا

(۱) ابن ماجہ ج ۱/ص ۵۹۳ (۲) ترمذی ج ۳/ص ۲۶۶ حدیث ۱۱۶۲

رضی منها آخر“ (۱)

”کوئی مومن کسی مومنہ سے بغض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہو تو اسکی دوسری عادت سے راضی ہو جائے۔“

نکاح کی اہمیت و فضیلت :

اسلام نے شادی میں سادگی کو اپنانے، فضول خرچی سے بچنے اور بدعات و خرافات سے تقریب نکاح کو محفوظ رکھنے کی تاکید کی ہے اس سلسلہ میں اس نے ایک جامع و متوازن نظام و اصول بنایا ہے، اور امت مسلمہ کو ان تمام باتوں سے رک جانے کا حکم دیا ہے جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے۔ نکاح مسلم معاشرہ کا ایک ایسا عمل ہے جس کو انجام تک پہنچانے کے لئے ان امور و رسوم کو انجام دینے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے جن کا آج مسلم معاشرہ عادی ہو چکا ہے۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے نظام نکاح اور اس کے مقاصد پر ایک نظر ڈال لی جائے، تاکہ جو غیر اسلامی چیزیں نکاح کا لازمی و ضروری حصہ بن چکی ہیں ان سے اسلام کے نظام نکاح کو ممتاز کیا جاسکے۔

اسلام میں نکاح جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے، اور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”النکاح من سنتی (۲) وقال من رغب عن سنتی فلیس منی“ (۳) نکاح میری سنت ہے اور یہ بھی

(۱) مسلم جلد ۲/ص ۱۰۹۱ حدیث ۱۳۶۹ (۲) ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۸۴۶

(۳) بخاری ج ۳، ص ۲۳۷ باب الترغیب فی النکاح

فرمایا جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔“

اسلام میں نکاح عبادت ہے جبکہ تجرد اور راہبانہ زندگی گزارنا مذموم ہے، ”لا رهبانية في الاسلام“ (اسلام میں رهبانیت نہیں ہے) اسلام ان مذاہب کی تردید کرتا ہے جو نکاح کو روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔ مرد و عورت کی وہ جماعت جو مذہبی اعمال و رسوم کے لئے اپنے آپ کو وقف کر لیتے ہیں وہ شادی و بیاہ سے اتنا ہی دور بھاگتے ہیں جتنا آگ میں داخل ہونے کو ہلاکت و بربادی خیال کرتے ہیں۔ اسلام اس کی تردید کرتا ہے۔ اس کا فطری نظریہ یہ ہے کہ نکاح روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے بلکہ اس سے اس میں جلا و قوت پیدا ہوتی ہے اور روحانی ترقی کی راہ ہموار ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے نکاح کیا، خود اللہ رب العزت نے اس کی شہادت دی ہے۔

”ولقد أرسلنا رسلاً من قبلک و جعلنا لہم أزواجاً و ذریۃ“ (۱) ”اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے۔“

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا:

”خمسة من سنن المرسلین الحیاء والحلم والحجامة والتعطر والنکاح“ (۲)

”پانچ چیزیں انبیاء کرام کی سنتوں میں سے ہیں: حیاء، بردباری، حجامت، خوشبو اور نکاح“

صالح اور نیکو کار بندوں نے نیک و صالح بیوی اور اولاد کے لیے

(۱) سورہ رعد ۳۸ (۲) مجمع الزوائد الجزء ۴ ص ۲۵۳ باب الحث علی النکاح

دعا کی ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی سے معلوم ہوتا ہے:

”ربنا هب لنا من أزواجنا و ذریاتنا قرۃ أعین“ (۱)

اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا فرما۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان اللہ ابدلنا بالرهبانية الحنفية السمحة“ (۲)

اللہ نے ہمیں رهبانیت کے بدلے آسان اور خالص ابراہیمی دین عطا فرما دیا ہے۔

”لا رهبانية في الاسلام“ (۳) دنیا سے کنارہ کشی کی اسلام میں گنجائش نہیں۔

علماء فقہ نے لکھا ہے:

رشتہ نکاح میں بندھنے سے اخلاق سدھرتے اور سنورتے ہیں، معاشرہ میں دوسرے افراد کے ساتھ رہنے سے جو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچتی ہیں اُن پر صبر و تحمل سے نفس میں وسعت اور کشادہ ظرفی پیدا ہوتی ہے، جبکہ آدمی اولاد کی تربیت کرتا ہے۔ عزیز و اقارب اور سماج کے پسماندہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ اسی رشتہ نکاح کے ذریعہ خود کو اور اپنی شریک حیات کو پاکباز اور باعفت رہنے کا موقع فراہم کرتا ہے اور اسی کے ذریعہ وہ خود کو اور اپنی شریک حیات کو بہت سے فتنوں سے بچاتا ہے۔ (۴)

شادی شدہ ایک ایسے سکون و اطمینان اور محبت و الفت سے ہم کنار ہوتا ہے جو کسی اور ذریعہ سے میسر نہیں ہو سکتا، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) سورہ فرقان آیت ۷۴ (۲) نیل الأوطار جلد ۶ ص ۱۱۷ مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۵۲

(۳) نیل الأوطار جلد ۶ ص ۱۱۷ (۴) خاندانی استحکام۔ محمد یوسف اصلاحی صفحہ ۱۱

’ومن آياته ان خلق لكم من انفسكم ازواجاً لتسكنوا اليها و جعل بينكم مودة و رحمة ، ان في ذلك لآيات لقوم يتفكرون“ (۱)

”اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے واسطے تمہارے جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم کو اُن کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت و الفت پیدا کی، اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔“

سورہ روم کی اس آیت کی تفسیر علامہ سید سلیمان ندویؒ نے یوں بیان کی ہے

”قرآن نے ایک لفظ سکون سے بیوی کی رفاقت کی جس حقیقت کو ظاہر کیا ہے وہ اس ازدواجی تعلق کے فلسفہ کے پورے دفتر کو اپنے اندر سمیٹے ہے۔ اس کا خلوت خانہ عالم کی کشاکش، دنیا کے حوادث اور مشکلات کے تلاطم میں امن، سکون اور چین کا گوشہ ہے، اس لیے میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں اتنی خوشگواہی ہونی چاہئے کہ اس سے اس تعلق کے وہ خاص اغراض جن کے لیے خدا نے اس زن شوقی کے تعلق کو اپنے عجیب و غریب آثارِ قدرت میں شمار کیا ہے پورے ہوں یعنی باہمی اخلاص اور پیار، مہر و محبت اور سکون اور چین، اگر کسی نکاح سے قدرت

سورہ روم آیت ۲۱

کے یہ اغراض پورے نہ ہوں تو اس میں دونوں یا دونوں میں سے ایک کا قصور ہے“ (۱)

نسل انسانی کی بقا اور افزائش و فروغ کا پاکیزہ ذریعہ نکاح ہے، حضرت محمد ﷺ نے زیادہ بچہ جننے والی عورتوں سے نکاح کی ترغیب دی ہے، ارشاد نبویؐ ہے۔ ”تزوجوا الودود الولود فانی مكاثر بكم الامم“ (۲) ترجمہ: ”تم زیادہ محبت کرنے والی، زیادہ بچہ جننے والی عورت سے شادی کرو تاکہ تمہاری وجہ سے میں اور امتوں پر فخر کروں۔“

حضرت عثمان بن مظعونؓ نے خسی ہونے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے منع فرمادیا، حضرت سعد بن وقاص روایت کرتے ہیں کہ:

”رد رسول اللہ ﷺ علی عثمان بن مظعون التبتل ولو اذن له لاختصينا“ (۳) ”رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو خسی ہونے سے منع فرمادیا اور اگر اُن کو اجازت مل جاتی تو ہم ضرور خسی ہو جاتے۔“

یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام نے ان تمام طریقوں کو ناجائز قرار دیا ہے، جن سے آدمی دائمی طور پر نکاح کے قابل نہیں رہتا۔ جو شخص حق زوجیت، طعام، پوشاک اور رہائش کا نظم کر سکتا ہو اُس کو شادی کر لینا چاہئے، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

”من كان موسراً لان ينكح و ثم لم ينكح فليس مني“ (۴)

(۱) سیرۃ النبیؐ جلد ششم ص ۲۵۲-۲۵۳، دارالمصنفین اعظم گڑھ

(۲) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۷ حدیث نمبر ۲۰۵۰ (۳) ترمذی ج ۳ ص ۳۹۴

(۴) مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۵۱ باب الحث علی النکاح

جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہئے، اگر اس نے نکاح نہیں کیا تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

نکاح سے آدھے ایمان کی تکمیل ہو جاتی ہے، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ”اذا تزوج العبد فقد استكمل بنصف الدين، فليترك الله في النصف الباقي“ (۱) ”جب آدمی نے شادی کر لی تو اس کا نصف دین مکمل ہو گیا اب بقیہ حصہ میں اسے اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے۔“

لیکن جو شخص نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

”يا معشر الشباب من استطاع منكم البائة فليتزوج و من لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء“ (۲)

”اے نوجوانوں کی جماعت! جو کوئی تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھے اس کو نکاح کر لینا چاہئے اور اگر نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ روزہ رکھے، بیشک یہ اس کے لیے ڈھال ہے۔“

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت کو حضور اکرم ﷺ کی عبادتوں کا حال سن کر اپنی عبادت تھوڑی معلوم ہوئی، تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے ہمارا کیا موازنہ ہو سکتا ہے، جبکہ اللہ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں (پھر بھی اس قدر عبادت فرماتے ہیں) اس پر ان میں سے کسی نے کہا میں ہمیشہ رات بھر عبادت کروں گا، کسی نے

(۱) البیہقی. الترغیب و الترہیب ج ۳ ص ۴۲ کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۷۱

(۲) صحیح البخاری ج ۳ ص ۲۳۸

کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، کسی نے کہا کبھی نکاح نہیں کروں گا، جب حضور اکرم ﷺ کو ان کے ارادوں کا علم ہوا تو ان کے پاس آئے اور فرمایا کیا تم لوگوں نے ایسا کہا ہے، خدا کی قسم ”انی لأخشاكم لله و أتقاكم له لكنی أصوم و أفطر و أصلى و أرقد و أتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی“ (۱)

”یعنی میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں جس نے میری سنت سے روگردانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔“

عمر بن دینار روایت کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے شادی نہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت حفصہؓ نے فرمایا:

”یا أخی! لا تفعل، تزوج لك فان ولد ولد کانوا لك اجرا و ان عاشوا دعوا الله لك“ (۲) ”اے میرے بھائی! تم ایسا مت کرو شادی کر لو، اگر اولاد ہوئی تو وہ تمہارے لیے باعث اجر ہوگی، اور اگر زندہ رہی تو وہ تمہارے لیے دعا کرے گی۔“

ہر قسم کی قرابتوں اور رشتہ داریوں کی جڑ یہی نکاح ہے یہ نہ ہوتا تو دنیا کا کوئی رشتہ پیدا نہ ہو سکتا، اس لیے دنیا کی ہر قرابت اور تعلق کا رشتہ اسی کی بدولت وجود میں آیا ہے، اور اس نقطہ خیال سے بھی دنیا میں نکاح کی اہمیت بہت بڑی ہے کہ اسی سے ساری دنیا کے عزیزانہ مہر و محبت اور الفت و مودت کا آغاز ہوتا ہے۔ (۳)

(۱) صحیح البخاری ج ۳ ص ۲۳۷ عن انس بن مالک -

(۲) کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۹۱ (۳) سیرت النبیؐ ج ۶ ص ۲۵۶

نکاح کے مقاصد:

نکاح کے اہم مقاصد تین ہیں، نکاح کا ایک مقصد توالد و تناسل ہے، اس لئے قرآن کریم نے بیوی کو مرد کے لئے کھیتی قرار دیا ہے۔ ”نسائکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم“ (۱) ”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو“ احادیث مبارکہ میں بھی نکاح کے اس مقصد کو واضح کیا گیا ہے۔

نکاح کا دوسرا مقصد عفت و پاکدامنی کا حصول ہے، اسلام میں عصمت و عفت کی بہت زیادہ اہمیت ہے، اس کی خاطر اس نے زنا و بے حیائی کو ناجائز اور نکاح کو جائز ہی نہیں بلکہ اس کو عبادت قرار دیا ہے، اس کی خاطر اس نے پردہ کو لازم اور مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کو ممنوع قرار دیا ہے۔ شادی شدہ مرد اور عورت، زنا اور بدنگاہی سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

نکاح کا تیسرا مقصد میاں بیوی کا ایک دوسرے سے سکون و طمانیت حاصل کرنا ہے، دونوں کو ایسا سکون و قرار حاصل ہوتا ہے جس کا حصول نکاح کے بغیر ممکن نہیں ہے، شوہر کا اپنی بیوی سے سکون حاصل کرنے کو اللہ نے اپنی نشانی قرار دیا ہے۔ اس سکون کے سایہ میں دونوں کی محبت و الفت وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے، ایک موقع پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

لم تر للمتحابین مثل النکاح (۲) ”دو محبت کرنے والوں کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی“

(۱) بقرہ ۲۲۳ (۲) ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۹۳، باب ماجاء فی فضل النکاح

نکاح کو انجام دینے کے لئے اسلام نے ایک نقش راہ متعین کیا ہے۔ جس پر چل کر دونوں جہاں کی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کو حصول مال کا ذریعہ بنانے سے اس نے منع کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دینداری کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ تنکح المرأة لأربع، لجمالها ولحسبها ولجمالها ولدینہا فاظفر بذات الدین تربت یداک۔ (۱)

”حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عموماً چار چیزوں کی وجہ سے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال، حسب و نسب، حسن و جمال اور اس کے دین کی وجہ سے، اے ابوہریرہ! دین دار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کرو تمہارے ہاتھ غبار آلود ہوں۔“ (عربی میں یہ کلمہ کسی چیز پر ابھارنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔)

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ لا تزوجوا النساء لحسنہن فعی حسنہن أن یردینہن ولا تزوجوہن لأموالہن فعی أموالہن أن تطغینہن ولكن تزوجوہن علی الدین ولأمة خرماء سوداء ذات دین أفضل۔ (۲)

”حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم عورتوں سے ان کے حسن کی وجہ سے نکاح مت کرو کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ ان کا حسن انہیں تکبر میں مبتلا کر دے، اور ان سے مال و دولت کی وجہ سے نکاح مت کرو کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ مال و دولت ان کو سرکشی میں مبتلا کر دے لیکن تم ان سے دینداری کی بناء پر شادی کرو کیوں کہ کالی کٹی باندی جو دیندار ہو وہ زیادہ بہتر ہے۔“

(۱) بخاری جلد ۳ ص ۲۴۲ (۲) ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۹۷

اسلام نے جہاں لڑکے والوں سے دیندار لڑکی کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے وہیں لڑکی والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح اس شخص سے کریں جو دیندار ہو۔

سنن ترمذی میں باب ماجاء اذا جاء کم من ترضون دینہ فزوجوہ کے تحت یہ حدیث مذکور ہے:

”عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال ﷺ اذا خطب اليکم من ترضون دینہ و خلقه فزوجوہ الا تفعلوا تکن فتنۃ فی الارض و فساد عریض“۔ (۱)

ترجمہ:- ”حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم لوگوں کی طرف ایسا شخص پیغام نکاح بھیجے جس کے دین و اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دو اور اگر ایسا نہ کرو گے (اور صاحب ماہ و جاہ لڑکوں کی تلاش میں اپنی لڑکیوں کو بٹھائے رکھو گے) تو زمین میں فتنہ اور فساد بہت پھیل جائے گا۔“

مرقاۃ میں ہے:-

ایک آدمی حضرت حسنؓ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری ایک بیٹی ہے جس کے واسطے بہت سے آدمیوں نے پیغام بھیجا ہے، کس آدمی کے ساتھ آپ نکاح کا مشورہ دیتے ہیں حضرت حسنؓ نے فرمایا، تو اپنی بیٹی کا نکاح ایسے آدمی سے کر دے جو اللہ سے ڈرتا ہے کیوں کہ اگر وہ اس سے محبت کرے گا تو اس کی عزت و تکریم کرے گا۔ اور اگر کبھی اس سے ناراض ہو تو اس پر زیادتی نہ کرے گا۔ (۲)

(۱) ترمذی ج ۵ ص ۳۹۴ (۲) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۶ ص ۱۸۸

سب سے بابرکت نکاح:

سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم اخراجات ہوں جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

ان أعظم النکاح برکۃ أیسرہ مؤونة (۱)

”سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں۔“

یہ حدیث قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے اس کی روشنی میں نکاح کو دونوں جہاں کے لیے مفید و نافع بنایا جاسکتا ہے اور خاندان اور معاشرہ کو ان تمام مشکلات سے نجات دلائی جاسکتی ہے جس سے موجودہ انسانی معاشرہ دوچار ہے، آج رسم و رواج، خرافات و بدعات، تلک اور جہیز کو نکاح کا لازمی و ضروری امر قرار دے کر نکاح اور اس کے مقاصد کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ نتیجتاً نکاح کی منزل سے عبور کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ پورے ملک میں بن بیاہی لڑکیوں کی تعداد کا اندازہ ایک شہر حیدرآباد کے سروے سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ ایک سروے رپورٹ کے مطابق ”حیدرآباد میں ۲۵ سال سے زائد عمر کی ۴۰ تا ۵۰ ہزار بن بیاہی لڑکیاں مسلم معاشرہ میں موجود ہیں اور لڑکیوں کی عمریں ڈھل رہی ہیں، والدین اور سرپرست پریشان ہیں“۔ غور کرو یہ اس معاشرہ کے حالات ہیں جو اسلام کے پیروکار ہیں، مسلم سماج بجائے آئینڈیل بننے کے خود ہندوستانی تہذیب کے آغوش میں آچکا ہے، حالانکہ اسلام نے امت مسلمہ کو زندگی کے تمام معاملات میں فضول خرچی سے بچنے، سادگی کے ساتھ نکاح کرنے، رسوم و بدعات سے دور رہنے اور غیر اسلامی تلک اور جہیز سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

(۱) مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۸۲

تقریب نکاح میں فضول خرچی اور غیر شرعی اعمال و رسومات:

اسلام نے اسراف و فضول خرچی کو زندگی کے تمام معاملات اور شعبوں میں ناپسند کیا ہے۔ اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لا تبذر تبذیرا ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين و كان الشیطن لربه كفورا. (۱)

”مال کو بے موقع مت اڑانا کیوں کہ بیشک بے موقع اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکر ہے۔“

كلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لا يحب المرففين. (۲)
اور کھاؤ اور پیو البتہ اسراف نہ کرو اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حرام کام میں ایک روپیہ بھی خرچ کیا جائے تو وہ فضول خرچی ہے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں۔

من انفق درهما في حرام فهو مبذر. (۳)

یعنی جس نے حرام کام میں ایک درہم خرچ کیا تو وہ فضول خرچ ہے۔

نیک کام میں اس قدر خرچ کرنا جس سے انسان تنگ دست ہو جائے اور دوسروں سے قرض لینے یا دست سوال پھیلانے کی نوبت آجائے اس سے

(۱) بنی اسرائیل ۲۶، ۲۷ (۲) سورہ اعراف آیت: ۳۱

(۳) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ج ۱۰ ص ۲۴۸

حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ سنن الدارمی میں مذکور ہے۔

”حضرت جابر بن عبد اللہ راوی حدیث ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی انڈے کے بقدر سونا لیکر آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کو میری جانب سے صدقہ میں قبول فرما لیجئے خدا کی قسم اس کے علاوہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا پھر وہ آپ کی باتیں جانب سے آیا اور اس نے پھر وہی بات پیش کی پھر وہ آپ کے سامنے سے آیا اور اس نے پھر وہی بات پیش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لاؤ آپ ﷺ نے اس کو غصہ کی حالت میں اس طرح پھینکا کہ اگر وہ کسی کو لگ جاتا تو زخمی ہو جاتا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنا سارا مال لیکر آ جاتا ہے اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھ جاتا ہے۔ صدقہ وہ ہے جو غنی کی حالت کو برقرار رکھتے ہوئے کیا جائے اسے لے لو ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس آدمی نے اپنے مال کو لے لیا اور چلا گیا ابو محمد نے کہا کہ مالک فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص مساکین کو صدقہ کرنا چاہے تو ثلث مال سے کرے۔“ (۱)

کنز العمال میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: من اقتصد أغناه الله و من بذر أفقره الله، و من تواضع لله رفعه الله و من تجبر قصمه الله. (۲)

”جس نے میانہ روی اختیار کی اللہ نے اس کو بے نیاز کر دیا اور جس نے فضول خرچی کی اللہ نے اس کو محتاج بنا دیا اور جس نے اللہ کی

(۱) سنن الدارمی ج ۱ ص ۳۹۱

(۲) کنز العمال ج ۳ ص ۵۰، مؤسسة الرسالة، بیروت

خاطر خاکساری اختیار کی اللہ نے اس کو سر بلندی عطا کی اور جس نے تکبر کیا اس کو اللہ نے ہلاک کر دیا“

ان صریح اسلامی احکام کے بعد شادی یا زندگی کے کسی بھی معاملہ میں اسراف و فضول خرچی کی بالکل گنجائش نہیں رہ جاتی ہے۔ دور حاضر میں مسلم معاشرہ میں شادی کے قبل یا شادی کے موقع پر جس اسراف و فضول خرچی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور لڑکی والوں کو اخراجات کثیر کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور رسم و رواج کی ادائیگی میں فضول خرچی اور غیر اسلامی طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ اس کو دیکھ کر اب برادران وطن بھی حیران ہیں۔ اور جن مسائل سے وہ دوچار ہیں ان کو مسلم معاشرہ بخوشی گلے لگانے کے لئے تیار ہے اس پر وہ تعجب میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ اس ملک میں مسلمانوں کو اپنے قول و عمل کا قابل تقلید نمونہ پیش کرنا چاہئے تھا۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

”مسلمانوں میں اسراف کی جو وبا آئی ہوئی ہے، شادیوں اور دیگر تقریبات میں جس طرح اسراف و تبذیر جاری ہے غیر اسلامی رسومات کی پابندی کی جا رہی ہے وہ کسی بھی قوم و ملت کے لئے تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے جس قوم کے لاکھوں لوگ نان جو کے محتاج ہوں اور ستر پوشی کے لباس سے عاری ہوں اہل ثروت اللہ کی عطا کردہ دولت کا بے جا استعمال کر رہے ہوں ایسی صورت میں اس قوم کے مستقبل کا کیا ہوگا۔ (۱)

MUJAHID.
XTGEM.COM

(۱) تعمیر حیات ۲۵ مارچ ۲۰۰۱ء

تک اور جہیز:

مسلم معاشرہ میں جہاں بہت سے غیر اسلامی اعمال و افعال داخل ہو گئے ہیں ان میں تک اور جہیز بھی ہے۔ ان دونوں کے مسلم معاشرہ میں آ جانے کی وجہ سے لڑکیوں کا رشتہ ازدواج سے منسلک ہونا دشوار ہو گیا ہے۔ ان کی وجہ سے نکاح کا مقدس رشتہ حصول دولت کا ذریعہ بن گیا ہے۔ اور ظلم و زیادتی، طعن و تشنیع، طلاق و خلع و تفریق کے ساتھ زندہ جلائے جانے یا خودکشی پر مجبور کر دیئے جانے کے واقعات بھی کثرت سے وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ اس ملک میں مسلمان برائیوں کو ختم کرنے اور نیکیوں کے پھیلانے کے اہم فریضہ سے غافل ہوتے جا رہے ہیں۔ خصوصاً ان حالات میں جبکہ برادران وطن تک اور جہیز کے بدترین نتائج کو دیکھ کر اس کے خاتمہ کے لئے مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں باوجود اس کے کہ ہندو دھرم میں اس کی اجازت ہے اور ان کی مقدس ہستیوں کے حالات زندگی میں اعلیٰ قسم کے جہیز کا ثبوت ملتا ہے۔

مسلم معاشرہ میں تک (نقد رقم) کا مطالبہ برادران وطن سے متاثر ہو کر اپنا لیا گیا ہے۔ اسلام میں تک رشوت اور حرام ہے۔ اس کا لینا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے البتہ مجبوری کی حالت میں دینا جائز ہے، یہ ایسی انسانیت سوز رسم ہے جس کے مہلک اثرات کی وضاحت کے لیے الفاظ ملنے مشکل ہیں۔ آج شادی تجارت بن گئی ہے جس میں تک لاکھ سے تجاوز کر جاتا ہے اور سامان جہیز کی فہرست میں ایسے سامان بھی شامل ہو جاتے

ہیں جن کی شاید ہی ضرورت پیش آتی ہو، بات صرف تلک اور جہیز پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ شادی کے موقع پر اور شادی کے بعد ایک طویل مدت تک مختلف ناموں سے لڑکی کے اولیاء سے رقومات حاصل کی جاتی ہے جس کی اجازت شریعت میں نہیں ہے اور یہ مرد کی مردانگی، غیرت و خودداری اور شرافت اور عزت کے خلاف بھی ہے۔

لڑکا یا اس کے والدین کی جانب سے لڑکی یا اس کے اولیاء سے سامان جہیز کا مطالبہ کرنا ناجائز ہے۔ لڑکی یا اس کے اولیاء کی جانب سے جو کچھ دیا جائے گا، وہ رشوت ہوگا۔ جس کی واپسی ضروری ہوگی۔ ابن حزم اندلسی اپنی کتاب ”المحلی“ میں لکھتے ہیں:

”وَلَا يَجُوزُ أَنْ تَجْبِرَ الْمَرْأَةَ عَلَى أَنْ يَتَجَهَّزَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ أَصْلًا لَا مِنْ صَدَاقِهَا الَّذِي أَصْدَقَهَا، وَلَا مِنْ غَيْرِهِ مِنْ سَائِرِ مَالِهَا، وَالصَّدَاقُ كُلُّهُ لَهَا تَفْعَلُ فِيهِ كُلَّهُ مَا شَاءَتْ، لَا أَذِنَ لِلزَّوْجِ فِي ذَلِكَ وَلَا اعْتِرَاضَ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَبِي سَلِيمَانَ وَغَيْرِهِمْ“ (۱)

”عورت کو اس بات پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کے پاس جہیز لائے نہ ہی اس مہر کی رقم سے جو خاوند نے اسے دی ہے نہ اس کے دوسرے اموال سے، کل مہر اس کی ملکیت ہے اس میں جو چاہے کرے شوہر کو اس میں کسی قسم کے دخل دینے کا حق نہیں ہے یہ قول امام ابوحنیفہ، اما شافعی اور ابوسلیمان وغیرہ کا ہے۔“

امام ابو زہرہ اس سلسلہ میں حنفی مسلک کی یوں وضاحت کرتے ہیں:

(۱) المحلی لابن حزم الاندلسی ج ۹ ص ۱۰۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت

”حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ گھریلو سامان کی تیاری شوہر کے ذمہ ہے، اس لیے کہ ہر قسم کا نفقہ یعنی کھانا، لباس اور رہائش کی جگہ دینا اس پر واجب ہے اور گھریلو ساز و سامان رہائش کے مکان میں داخل ہے اس لحاظ سے گھریلو ساز و سامان کی تیاری شوہر پر واجب ہے، مہر جہیز کے بدلہ میں نہیں ہے اس لیے کہ وہ عطیہ و نحلہ ہے جیسا کہ قرآن نے مہر کو نحلہ کہا ہے وہ بلا شرکت غیر بیوی کی ملک ہے اور بیوی کا یہ حق شوہر کے ذمہ واجب ہے، شریعت میں کوئی ایسی دلیل نہیں جس کی بنیاد پر گھریلو ساز و سامان کی تیاری کو عورت پر واجب حق قرار دیا جاسکے اور بغیر دلیل کے کوئی حق ثابت نہیں ہوتا۔“

تلک (نقد رقم) اور جہیز کی صورت میں ملنے والی دولت اسی طرح حرام ہے جس طرح سود کا لینا دینا حرام ہے اس میں کسی طرح کا تعاون کرنا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ“ (۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمُ نَبْتٍ مِنْ السَّحْتِ كَانَتْ النَّارُ أُولَى بِهِ“ (۲)

ترجمہ: حرام مال سے پلا ہوا بدن جنت میں داخل نہیں ہوگا اور ہر حرام مال سے پروردہ بدن کے لیے جہنم کی آگ زیادہ مناسب ہے۔

مروجہ تلک اور جہیز حرام ہے اس کا لینا اس طرح حرام ہے جس طرح سود و رشوت کا لینا حرام ہے، حرام مال کے استعمال سے نماز و دعا

(۱) سورہ نساء ۲۹ (۲) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۶ ص ۲۳

قبول نہیں ہوتی ہے، اس کی وجہ سے جہاں آخرت میں عذاب و سزا متعین ہے وہیں دنیاوی ذلت و رسوائی اور سزا بھی مقرر ہے۔ اور اولاد کے نافرمان ہو جانے اور ایسی دولت کے جلد ختم ہو جانے کا مشاہدہ بھی ذی شعور کی آنکھیں کرتی رہتی ہیں، اللہ کرے ہر مسلمان کو حرام دولت کے نقصانات کا صحیح شعور و یقین پیدا ہو جائے۔ آمین

الغرض مروجہ تلک اور جہیز ایک رسم ہے، اسلام میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لہذا لین دین دونوں حرام ہے آپ ﷺ کی شادیوں کے باب میں اور آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کی شادیوں کے بیان میں، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت و احوال میں جہیز لینے اور دینے کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ قرآن و حدیث متقدمین فقہاء اور ائمہ اربعہ کی کتابوں میں جہیز کا تذکرہ نہیں ہے اس کے باوجود ہمارا معاشرہ اس لعنت میں گرفتار ہو کر کسب حرام، رشوت، زنا و بدکاری، عریانیت و فحاشی، قتل و خونریزی، طلاق و خودکشی کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ (تفصیلات کے بعد ملاحظہ کیجئے راقم کی دوسری کتاب ”جہیز ایک ناسور“)

مہر:

مہر ایک ایسا تحفہ و عطیہ ہے جس کو شوہر اپنی بیوی کو شب زفاف یا اس کے بعد حسب سہولت پیش کرتا ہے، یہ جہاں اس کی شرمگاہ سے استفادہ کا عوض ہے وہیں یہ بیوی کی عزت و تکریم اور محبت و الفت کے اظہار کا ایک وسیلہ و ذریعہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مہر مؤجل اور معجل دونوں جائز ہے۔

اسلام نے مہر شوہر کی معاشی حالت کے مطابق متعین کرنے کی

تاکید کی ہے۔ مہر اس قدر زیادہ نہ ہو کہ شوہر اس کی ادائیگی سے قاصر و عاجز ہو جائے اور اس قدر کم نہ ہو کہ عورت کی قدر و قیمت پر حرف آئے۔

ترمذی میں ہے:

عن ابی العجفاء السُّلمی قال: قال عمر بن الخطاب ألا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مَكْرُمَةً في الدنيا أو تقوى عند الله، لكان أولاً کم بها نبی اللہ ﷺ ما علمت رسول اللہ ﷺ نکح شیئاً من نسائه، ولا أنکح شیئاً من بناته علی أكثر من ثنتی عشرة أوقیة. (۱)

”حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا خبردار! عورتوں کے مہر بڑھایا نہ کرو، کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت اور اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو تم لوگوں کے مقابلہ میں نبیؐ اس کے زیادہ مستحق تھے میرے علم میں نہیں کہ آپؐ نے کسی زوجہ مطہرہ سے نکاح کیا یا اپنی کسی صاحبزادی کا نکاح کیا اور ان کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سے زیادہ رکھا ہو۔“

ممالک عربیہ میں لڑکوں کی شادیوں میں تاخیر اور دشواری کی سب سے اہم وجہ مہر کی زیادتی ہے، جس کی ادائیگی عقد نکاح سے قبل لازم ہوتی ہے۔ حالانکہ شریعت میں مہلت کی بھی گنجائش ہے، ہندو پاک میں تلک و جہیز کی وجہ سے لڑکیوں کی شادی دشوار ترین ہو گئی ہے جبکہ ممالک عربیہ میں مہر کی زیادتی کی وجہ سے لڑکوں کی شادی دشوار ہو گئی ہے۔ اسلام میں یہ دونوں ناپسندیدہ عمل ہے۔

شوہر پر پورے مہر کی ادائیگی اس وقت واجب ہوتی ہے جبکہ

(۱) ترمذی ج ۳ ص ۴۲۳ باب ما جاء فی مہور النساء

مزرے دار اور خوشگوار سمجھ کر کھاؤ۔“

ازواج مطہرات، بنات طاہرات اور صحابیات کے مہر سونے اور چاندی کے سکوں میں مقرر کئے گئے تھے، چنانچہ سونے اور چاندی کی شکل میں مہر کا تعین سنت سے قریب ہے، اور عورت کے حق میں مفید و نافع بھی۔ کیونکہ آئے دن سکوں کی قدر و قیمت میں انحطاط معمول کی بات ہوگئی ہے، سونے یا چاندی کی قیمت یا تو بڑھتی رہتی ہے یا اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے۔

بارات:

موجودہ دور کی بارات اسلام کے مزاج و روح کے خلاف ہے، کیونکہ اس میں فضول خرچی، بے پردگی و بے حیائی عام بات ہوگئی ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام کے نظام نکاح میں بارات کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف کی زندگیوں میں اس کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ یہ ایک رسم ہے، جو کہ دولہے والے اپنے عزیز واقارب اور متعلقین کی ایک جماعت ساتھ لے جاتے تھے تاکہ خود بھی منزل تک صحیح سلامت پہنچ جائیں، اور واپسی میں دلہن اور اس کا ساز و سامان بحفاظت گھر تک پہنچ جائے۔ بدامنی کے دور میں مختلف اغراض کی وجہ سے لوگ جماعت و گروہ کی شکل میں سفر کرتے تھے۔ سفر کی موجودہ سہولیات اور منظم طریقوں کی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ لہذا حالات کی ابتوری و بدحالی میں بارات ایک اہم ضرورت تھی۔

شوہر نے ہمبستری کر لی ہو یا زوجین کو تنہائی نصیب ہو چکی ہو۔ اگر نکاح کے بعد ہمبستری یا خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو تو نصف مہر کی ادائیگی لازم ہوتی ہے اور عقد نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں ہوا اور ہمبستری یا خلوت صحیحہ سے قبل رشتہ ختم ہو گیا تو اس صورت میں شوہر پر متعہ واجب ہوگا۔ متعہ کی کم سے کم مقدار ایک جوڑا کپڑا ہے جبکہ اس کی زیادہ سے زیادہ مقدار متعین نہیں ہے، یہ مرد کی معاشی حالت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ مہر ایک قرض ہے جس کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہئے اور خوش دلی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و اتوا النساء صدقتهن نحلة. (۱)

”تم لوگ بیوی کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو۔“

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جس کسی آدمی نے کسی عورت سے قلت مہر یا کثرت مہر پر شادی کی لیکن اس کے دل میں عورت کے اس حق کو ادا کرنے کا ارادہ نہیں ہے اس نے عورت کو دھوکہ دیا، وہ مر گیا اس حال میں کہ اس نے اس کا حق (مہر) اس کے سپرد نہیں کیا تو وہ قیامت میں اللہ سے زانی کی حیثیت سے ملاقات کرے گا۔ (۲)

اگر بیوی بلا کسی جبر و دباؤ کے اپنی مرضی و خوشی سے مہر معاف کر دے تو اس کو اپنے مصرف میں استعمال کرنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا. (۳)

”ہاں اگر وہ بیویاں خوش دلی سے چھوڑ دیں تو تم اس مہر کو،

(۱) نساء آیت ۴ (۲) الترغیب والترہیب للمذری ج ۳ ص ۴۸

(۳) سورہ نساء آیت ۴

لیکن آج اس کو نکاح کا ایک لازمی حصہ قرار دے کر اور بلا ضرورت ایک بڑی جماعت کو ساتھ لے کر لڑکی والے کے گھر جانا اور لڑکی کے اولیاء کو عمدہ کھانا کھلانے اور رہائش کے لیے عمدہ انتظام کرنے پر مجبور کرنا سراسر ظلم و زیادتی ہے۔ بسا اوقات لڑکی والوں نے سو آدمیوں کا انتظام کیا تھا اور بارہائی دوسو پہنچ گئے اس سے لڑکی والوں کی رسوائی و ذلت ہوتی ہے۔ کسی مسلمان کو رسوا کرنا جائز نہیں ہے اور اس کی وجہ سے نا اتفاقی پیدا ہوتی ہے یہ بھی حرام ہے۔ بن بلائے کسی کے گھر پہنچ جانا اور ڈھٹائی سے کھانا کھانا جائز نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی بارات میں فضول خرچی، بے پردگی و بے حیائی عام بات ہو گئی ہے، بارات میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ منچلے نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں اور معصوم بچے بھی ساتھ ہوتے ہیں، عشقیہ نغموں کی کیٹیں اور کیمرے بھی ساتھ ہوتے ہیں، کبھی سفر چند فاصلوں کا ہوتا ہے تو کبھی دوسرے شہر اور دیہات کا بھی ہوتا ہے، اس سفر میں جو بے پردگی و بے حیائی ہوتی ہے اس کو بیان کرنا دشوار ہے۔ معاملہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ مستقبل کی بہت ساری برائیوں کا بھی ذریعہ بن جاتا ہے۔ یہ سارے اعمال و افعال غیر شرعی ہیں، اور یہ نکاح کے مقدس فریضہ کے خلاف ہیں۔

پیغام نکاح :

پیغام نکاح، عقد نکاح کی تمہید ہے، لڑکا اور اسکے اولیاء کی جانب سے لڑکی کے اولیاء کو پیغام نکاح دیا جائے یا لڑکی کے اولیاء کی جانب سے پیغام نکاح دیا جائے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ احادیث میں دونوں طرح

کی صراحت موجود ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ شادی کا پیغام مرد کی طرف سے دیا جائے۔

عن عروۃ ان النبی ﷺ خطب عائشۃ الی ابی بکر فقال له ابو بکر : انما انا أخوک، فقال أنت أخی فی دین اللہ و کتابہ وہی لی حلال۔ (۱)

”حضرت عروہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ کے سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ کو پیغام دیا حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا؟ آپ تو ہمارے بھائی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے دینی بھائی ہو اور میرے لئے اس سے نکاح درست ہے۔“

وقال عمر خطب النبی ﷺ الی حفصۃ فأنکحتہ۔ (۲)
”حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حفصہ کے بارے میں پیغام نکاح دیا، میں نے آپ سے نکاح کر دیا۔“

براہ راست عورت کو پیغام نکاح دینا جائز ہے:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے ذریعہ ام سلمہ کے پاس پیغام بھیجا۔ (۳)

حضرت ابوالسنابل بن بلعک نے حضرت سبیحہ بنت حارث

(۱) بخاری ج ۳ ص ۲۴۰، باب تزویج الصغار من الکبار۔ دارالمعرفۃ بیروت، لبنان

(۲) بخاری ج ۳ ص ۲۴۹، باب تزویج الأب ابتداء من الامام۔ دارالمعرفۃ بیروت

(۳) عن ام سلمۃ: ارسل الی رسول اللہ ﷺ حاطب بن ابی بلتعہ یخطبني له. فقلت: ان لی بنتا و انا غیور فقال اما ابنتها فندعو اللہ ان یغنیها عنها، و ادعو اللہ ان یدفع بالغیرة. مسلم ج ۲ ص ۶۳۳، باب ما یقال عند المصیبة۔ داراحیاء التراث العربی۔ بیروت

کو (۱) اور حضرت ابو طلحہ نے حضرت ام سلیم کو پیغام دیا: (۲)
 لڑکی کے والد یا دیگر رشتہ داروں کی جانب سے لڑکے یا اس کے
 اولیاء کو پیغام نکاح دینا جائز ہے۔ بخاری کی روایت کے مطابق حضرت
 عمرؓ نے اپنی صاحبزادی حفصہؓ کا پیغام نکاح حضرت عثمان بن عفانؓ کو دیا۔
 ان کے انکار پر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پیغام دیا لیکن وہ بھی
 خاموش رہے۔ لیکن چند ایام گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت
 حفصہؓ کے لئے پیغام دیا اور حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ کو آپؐ کی زوجیت
 میں دے دیا۔ (۳)
 صالح مرد کے لئے لڑکی اپنا پیغام نکاح خود بھیجنا چاہے تو کوئی
 حرج نہیں ہے۔

(۱) عن ام سلمة زوج النبی ﷺ ان امرأة من أسلم يقال لها سُبَيْعَة
 كانت تحت زوجها توفى عنها وهي حبلى، خطبها ابو السنا بل
 بن بعكك فأبى أن تنكحها فقال والله ما يصلح أن تنكحها حتى
 تعتدي آخر الأجلين فمكثت قريباً من عشر ليال ثم جاءت النبی
 ﷺ قال أنكحی.

بخاری ج ۳ ص ۲۸۱ باب واولات الاحمال، دارالمعرفة بیروت۔
 (۲) ”عن أنس قال خطب أبو طلحة أم سلیم فقالت والله ما مثلک یا
 أبا طلحة یردّ و لكنک رجل کافر انا امرأة مسلمة و لا یحل لی
 أن أتزوجک فان تسلّم فذلک مہری و ما أسألك غیرہ فأسلم
 فكان ذلک مہرہا قال ثابت فما سمعت بامرأة قط كانت اکرم
 مہرا من أم سلیم الاسلام فدخل بها فولدت له“

سنن نسائی ج ۳ ص ۱۱۴ کتاب النکاح، باب التزوج علی الاسلام
 (۳) بخاری، باب عرض الانسان ابنته أو اخته علی أهل الخیر
 ج ۳ ص ۲۴۷، دارالمعرفة، بیروت

MUJAHID.
XTGEM.COM

حدثنا علی بن عبد الله حدثنا مرحوم قال سمعت ثابتاً
 البنانی قال كنت عند انس وعنده ابنة له قال انس جاء ت
 امرأة الى رسول الله ﷺ تعرض عليه نفسها قالت یا رسول
 الله ألك بی حاجة؟ فقالت بنت انس ما أقل حياءها
 واسوأ تاه واسوأ تاه قال هی خیر منك رغبت فی النبی ﷺ
 فعرضت علیه نفسها. (۱)

حضرت ثابت بنانی سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت
 انسؓ کے پاس تھا ان کی بیٹی بھی وہاں بیٹھی تھی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ
 ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اپنی پیشکش کرتے ہوئے بولی:
 یا رسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟
 حضرت انسؓ کی بیٹی بولی! توبہ توبہ کتنی بے شرم ہے۔ حضرت انسؓ
 نے کہا وہ تم سے بہتر ہے۔ حضور ﷺ کی ذات میں رغبت محسوس کی تو
 پیشکش کر دی۔

مذکورہ روایات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ لڑکی کے سرپرستوں کی
 جانب سے ہی پیغام نکاح دینے کا عام چلن و رواج شریعت اسلامیہ کے
 مزاج و روح کے خلاف ہے۔ بلکہ لڑکا اور اس کے سرپرستوں کی جانب سے
 پیغام نکاح دینے کو رواج دیا جائے البتہ مذکورہ روایات کی روشنی میں حسب
 سہولت مختلف طریقے اپنانے کی بھی گنجائش ہے۔

کتب حدیث و سیرت کے مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ
 پیغام نکاح عہد رسالت و صحابہ کرام میں ایک آسان اور سادہ عمل تھا جس کو انجام

(۱) بخاری ج ۳ ص ۲۴۶، باب عرض المرأة نفسها علی الرجل الصالح

دینے کے لئے کسی تکلف، صرفہ و خرچہ اور رشتہ دار و متعلقین کو جمع کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ بلکہ پیغام نکاح کی بات جانے دیجئے شادی ہو جاتی تب بھی تمام عزیز و اقارب کو خبر نہیں ہو پاتی تھی۔ عبدالرحمن بن عوف رشتہ ازدواج سے منسلک ہو جاتے ہیں لیکن اپنی جان و مال سے زیادہ عزیز حضور پاک ﷺ کو بھی اپنی شادی کے موقع پر تشریف آوری کی دعوت نہیں دیتے ہیں۔ شادی کے کچھ آثار دیکھ کر حضور اکرم ﷺ خود ہی دریافت فرماتے ہیں، تب صحابی رسول شادی کر لینے کی بابت بتاتے ہیں۔ (۱)

اس پاکیزہ دور میں شادی آسان ترین عمل تھا۔ آج اسی اسلام کے ماننے والے اور محمد ﷺ سے عشق کا دعویٰ کرنے والوں کے یہاں لڑکیوں کی شادیاں کیوں مشکل ترین ہو گئی ہیں۔ کیا ہم اللہ اور رسول کی تابعداری کے بجائے نفس اور شیطان کی پیروی نہیں کر رہے ہیں۔ کیا ہم آخرت کے حساب و کتاب کو بھلا کر دنیاوی مال و متاع اور منافع و فوائد کے حصول میں مشغول و منہمک نہیں ہو گئے ہیں۔ شادیوں میں غیر شرعی طور طریقہ اور رسوم و رواج کے کی وجہ سے ہم مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ اگر ان پریشانیوں اور مشکلات سے اپنے گھر، خاندان، اور معاشرہ کو نکالنا چاہتے ہیں تو ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کے آگے تسلیم خم کر دینا چاہئے۔ دونوں جہاں کی کامیابی اللہ اور اس کے رسول کی پیروی میں ہے۔

(۱) عبد الرحمن بن عوف جاء الى رسول الله ﷺ و به أثر صفره فسأله رسول الله ﷺ فأخبره أنه تزوج امرأة من الأنصار قال : كم سقَّت إليها ؟ قال : زنة نواة من ذهب قال رسول الله أولم ولو بشاة. (بخاری ج ۳ ص ۲۵۲) باب الصفرۃ للمتزوج۔ دار المعرفۃ بیروت

منگیترا کو دیکھنے کی اجازت ہے:

نکاح کا پیغام دینے سے پہلے اپنی منگیترا کو دیکھنے کی بھی اجازت دی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

إذا خطب احدكم المرأة فان استطاع ان ينظر الى ما يدعوه الى نكاحها فليفع (۱)

”جب تم میں سے کوئی کسی عورت کے یہاں نکاح کا پیغام بھیجے تو، جو چیز اس کے نکاح کی داعی بنی ہے اس کو دیکھ سکے تو دیکھ لے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ وہ ایک انصاری عورت سے نکاح کرنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ جواب دیا نہیں، فرمایا: جاؤ اسے دیکھ آؤ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔ (۲)

بہتر یہ ہے کہ نکاح کے ارادے کا ظاہر کئے بغیر لڑکی کو دیکھ لے تاکہ انکار کی صورت میں لڑکی یا اس کے گھر والوں کو صدمہ اور ذلت و رسوائی نہ ہو اور دوسری جگہ شادی میں دقت نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو پیغام دے تو عورت کے علم کے بغیر بھی اسے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پیغام پر پیغام:

اسلام نے نکاح کا پیغام دینے میں اس بات کا بھی حکم دیا ہے کہ تم اپنے بھائی کے پیغام پر اپنا پیغام نہ دو۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

(۱) ابو داؤد ۲۰۸۳ (۲) مسلم کتاب النکاح باب ندب النظر الى وجه المرأة حدیث ۱۳۲۴

واتقوا لله الذي تساءلون به والارحام. ان الله كان عليكم رقيبا“.

”ياايها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولا سديداً، يصلح لكم أعمالكم و يغفر لكم ذنوبكم، ومن يطع الله و رسوله فقد فاز فوزا عظيما“.

”تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور ہم اپنے بُرے اعمال اور نفس کے شرور سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں، جسے خدا راہ یاب کر دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں اور محمد خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو۔ جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔“ (سورہ آل عمران ۱۰۲)

”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا، اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں، اور تم خدائے تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے واسطے سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار رہو قرابت والوں سے۔ بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔“ (النساء)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو، اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔“ (سورہ احزاب ۷۰)

اس خطبہ کو بار بار پڑھئے کہ ہزاروں صفحات کو چند سطروں میں سمودیا

لا یخطب بعضکم علی خطبہ اخیه. (۱)

ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ پیغام کو رد کیا جا چکا ہے یا رشتہ مناسب نہ ہونے کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لی گئی ہے تب دوسرا شخص پیغام دے سکتا ہے۔

خطبہ نکاح کا مفہوم اور زوجین سے عقد و پیمان :

خطبہ نکاح میں تمام امت مسلمہ کو خصوصیت کے ساتھ زوجین کو اللہ سے ڈرنے، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہی کامیابی و کامرانی کا یقین کامل بنانے اور اپنے مقصد زندگی کو پہچاننے کی ہدایت ہے۔ خوشی کے موقع پر بھی اسلام کے حدود سے باہر نہ نکلنے کی واضح تلقین ہے۔ خطبہ نکاح کے مفہوم پر غور کیجئے:

خطبہ نکاح

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل الله فلا هادي له، و أشهد أن لا اله الا الله و أشهد أن محمداً عبده و رسوله.

”ياايها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا و أنتم مسلمون“.

”ياايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة و خلق منها زوجها و بث منهما رجالا كثيراً و نساء“.

(۱) بخاری، باب لا یخطب علی خطبہ اخیه ج ۳ ص ۲۵۱

گیا ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کے کلام کا اعجاز ہے، لیکن افسوس! ان واضح ہدایات کے باوجود نفس اور شیطان کے جال میں ہم پھنس چکے ہیں۔

اگر ہم ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو انشاء اللہ ان تمام عائلی و معاشرتی مسائل و تنازعات کا خاتمہ ہو جائے گا جن سے ہمارا گھر، خاندان اور سماج دوچار ہے۔

عقد نکاح :

عقد نکاح کے لئے سب سے بہتر جگہ مسجد ہے جیسا کہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے ”واجعلوه فی المساجد“ (۱) لیکن حسب سہولت کسی بھی مناسب جگہ میں عقد نکاح کی مجلس منعقد کی جاسکتی ہے جہاں لوگ آسانی سے جمع ہو سکیں، کیونکہ اس مجلس کے انعقاد کا مقصد نکاح کی تشہیر بھی ہے۔ دونوں کے عزیز و اقارب جمع ہوں اور دو بالغ گواہوں کی موجودگی میں خطبہ مسنونہ کے بعد ایجاب و قبول کر لیا جائے۔ اور شب زفاف کے بعد طاقت و سہولت کے مطابق ولیمہ کر لیا جائے۔

ولیمہ :

ولیمہ سنت ہے حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینبؓ سے نکاح فرمایا تو بکری کے گوشت سے ولیمہ فرمایا۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ”ما رأیت النبی ﷺ أولم علی أحد من نسائه ما أولم علی زینب أولم بشاة“ (۲) جبکہ دوسری زوجہ مطہرہ سے نکاح کے بعد دو مد جو سے ولیمہ فرمایا، حضرت صفیہ بنت شیبہ روایت کرتی ہیں ”اولم النبی ﷺ علی بعض نسائه بمדיں من شعیر“ (۳)

ولیمہ وہی سنت ہے جس کا اہتمام باسانی کیا جاسکے۔ ولیمہ کا مقصد

(۱) ترمذی جلد ۳ ص ۳۹۹، باب ما جاء فی اعلان النکاح، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

(۲) بخاری ج ۳ ص ۲۵۵، باب الولیمۃ لوبشاة (۳) بخاری ج ۳ ص ۲۵۵

نکاح کی تشہیر اور خوشی و مسرت میں اعزاء و اقارب اور دوست و احباب کو شریک کرنا ہے لیکن اس قدر خرچ کرنا کہ بعد میں افسوس و ندامت ہو یا قرض کی نوبت آجائے اسلام میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

ولیمہ میں مالداروں کو بلانا اور غریبوں کو نظر انداز کر دینا از روئے شرع منع ہے۔ ولیمہ کا کھانا شب زفاف کے بعد کھلایا جائے۔ ولیمہ کی دعوت کو قبول کرنا سنت ہے۔ اگر کوئی مجبوری نہ ہو اور جائے ولیمہ کوئی غیر شرعی کام نہ ہو رہا ہو تو اس میں ضرور شرکت کرنی چاہئے، ایک موقع پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی لها الأغنیاء و یت ترک الفقراء، ومن ترک الدعوة فقد عصی اللہ و رسولہ (۱) ”ولیمہ کا برا کھانا وہ ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اور جس نے دعوت میں شرکت نہیں کی اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔“

مذکورہ اسلامی تعلیمات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اسلام میں شادی تمام رسوم و تکلفات سے پاک ہے۔ اسلام کا نظام نکاح دونوں جہاں کے سکون و کامیابی کو اپنے اندر سموئے ہے۔ فضول خرچی، تلک، جہیز اور غیر شرعی اعمال و رسوم کی اس میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ نکاح ایک عبادت ہے لہذا اس میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام اور خوشنودی کا خیال نہ رکھنا اس کے فوائد و ثمرات سے محروم

ہو جانے کا ذریعہ ہے۔ جب معنویت ختم ہو جائے تو دنیاوی مفاد ہی باقی رہ جاتا ہے، نکاح کا بندھن کمزور ہو جاتا ہے، پھر رسم و رواج کی پابندی، فضول خرچی اور اسراف، سامان و روپیہ کا مطالبہ، بیوی کے حقوق میں کوتاہی، بیوی کو معلق رکھنے، اذیت رسانی اور قتل، خودکشی، طلاق، کیس و مقدمہ اور محض پہلی بیوی کو پریشان کرنے کے لیے دوسری شادی کرنے کا چلن عام ہو جاتا ہے، جب ہم اپنے خاندان، معاشرہ اور ہندوستانی سماج کا گہرائی سے جائزہ لیتے ہیں تو ہر طرف خدا فراموشی، دنیا طلبی و مفاد پرستی اور درندگی و شیطانی نیت کی حکمرانی پاتے ہیں، جس کی وجہ سے دل کو پاش پاش کر دینے اور دماغ کو شل کر دینے والے واقعات بکثرت وقوع پذیر ہو رہے ہیں، بسا اوقات انسانی کرتوت و اعمال، درندوں کی درندگی کو بیچ و کمتر بنا دیتے ہیں



سسرال کے مخالف ماحول میں صبر و حکمت کے مفید نتائج:

یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض خواتین سسرال کے مخالف ماحول میں صبر و ضبط اور خدمت اور نرم گفتاری سے کام لے کر مخالف ماحول کو اپنے موافق بنا لیتی ہیں اور معاملہ کو آگے نہیں بڑھنے دیتی اور بعض خواتین جذبات و غصہ میں مبتلا ہو کر بد اخلاقی و بد زبانی پر اتر آتی ہیں اور اپنے طور طریقہ سے آگ میں تیل ڈالنے کا کام کرتی ہیں۔ بات اتنی آگے بڑھ

جاتی ہے کہ یا تو وہ خودکشی کر لیتی ہیں (۱)

یا سسرال والے قتل کر دیتے ہیں یا جلادیتے ہیں یا طلاق دیکر اس سے چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں اور کبھی معاملہ تھانہ اور عدالت تک پہنچتا ہے اور دونوں خاندانوں کی عزت خاک میں مل جاتی ہے

شوہر کے حقوق:

حالانکہ بیوی پر شوہر کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی نیک کاموں میں فرمانبرداری کرے اور اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرے اور اپنی ظاہری شکل و صورت اور عمل سے اس کو ناراض نہ کرے۔ اور جب وہ تھکا ماندہ گھر لوٹے تو وہ اس کا خندہ پیشانی سے استقبال کرے۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے دریافت کیا:

”أى الناس أعظم حقاً على المرأة؟ قال زوجها“ (۲)

”عورت پر لوگوں میں سے کس کا سب سے زیادہ حق ہے؟“

آپ ﷺ نے فرمایا اس کے شوہر کا (حق سب سے زیادہ ہے) اس کی

(۱) حالانکہ خودکشی کرنا مومن مرد اور عورت کے شایان شان نہیں ہے۔ ناقص ایمان والے ہی خودکشی کرتے ہیں اس لیے کہ خودکشی کرنے والوں کے لیے دردناک عذاب متعین ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: من تودی من جبل فقتل نفسه فهو في نار جهنم خالدًا مخلدًا فيها ابدًا ومن تحسى سماً فقتل نفسه من يده يتحساه في نار جهنم يتردى فيه خالدًا مخلدًا فيها ابدًا ومن قتل نفسه فسمه بحدیة فحدیة في يده یجأ بها فی بطنه فی نار جهنم خالدًا مخلدًا فيها ابدًا

”جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کر لی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ گرتا رہے گا اور جس نے زہر کھا کر خودکشی کر لی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے ہاتھ سے زہر کھاتا رہے گا اور اس نے لوہے کی کسی چیز سے خودکشی کی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لوہے کی اس چیز سے اپنے آپ کو زخمی کرتا رہے گا“۔ (بخاری جلد ۴ ص ۲۳ کتاب الدیات)۔

(۲) رواہ البزار والحاکم واسنادہما حسن الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۳

تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لو أمرت أحدا أن يسجد لأحد لامرأت المرأة أن تسجد
لزوجها ولو أن رجلا أمر امرأة أن تنقل من جبل أحمر إلى جبل
أسود ومن جبل أسود إلى جبل أحمر لكان نولها أن تفعل. (۱)

”اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا
کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے ضرور سجدہ ریز ہو اور اگر شوہر اپنی بیوی کو حکم دے
کہ وہ سرخ پہاڑ کو کالے پہاڑ سے اور کالے پہاڑ کو سرخ پہاڑ سے بدل دے
تو عورت کے بس میں ہو تو ایسا کرے۔“

اللہ نے نیک بیویوں کا یوں وصف بیان فرمایا ہے:

”فالصالحات قانتات حافظات للغيب بما حفظ الله“ (۲)

”جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں
بہ حفاظت الہی نگہداشت کرتی ہیں۔“

حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

”ما استفاد المؤمن بعد تقوى الله عز و جل خيراً له من
زوجة صالحة ان أمرها أطاعته و ان نظر إليها سرته و ان أقسم عليها
ابرتة و ان غاب عنها نصحت في نفسها و ماله“ (۳)

”مومن نے اللہ کے خوف اور تقویٰ کے بعد کسی چیز سے فائدہ نہیں
اٹھایا جو اس کے لیے زیادہ بہتر ہو اس نیک بیوی سے زیادہ جو (اس کے حکم
کی ایسی پابند ہو کہ) اگر وہ حکم دے تو اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر وہ اس

(۱) ابن ماجہ جلد ۱ ص ۵۹۵ حدیث نمبر ۱۸۵۲

(۲) سورہ نساء آیت ۳۴

(۳) ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۹۶ حدیث نمبر ۱۸۵۷

کے طرف دیکھے تو اس کو خوش کر دے اور اگر وہ اس کے سلسلے میں کسی
بات پر قسم کھالے تو (وہ اس کے مطابق کام کر کے) اس کی قسم کو سچا
کر دے اور اگر وہ اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ عورت اپنی نفس اور
اس کے مال کے بارے میں اس مرد کی خیر خواہی کرے۔“

اسلام نے اللہ کی اطاعت اور دینی فرائض کی انجام دہی
اور شوہر کی اطاعت کو ایک ساتھ بیان کیا ہے جس سے اس کی
اہمیت مزید اجاگر ہوتی ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إذا صلت المرأة خمسها و صامت شهرها و
حفظت فرجها و اطاعت زوجها قيل لها ادخلي الجنة
من ای ابواب الجنة شئت“ (۱)

”جب عورت پانچ وقت کی نمازوں کو ادا کر لیتی ہے اور
رمضان کے روزہ کو رکھ لیتی ہے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر لیتی
ہے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کر لیتی ہے تو اس سے کہا جائے گا
کہ جنت کے جس دروازے سے چاہو اس میں داخل ہو جاؤ۔“

شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کو خوش و خرم رکھنے
پر جنت کی خوشخبری ہے جیسا کہ مذکورہ احادیث کے ساتھ مندرجہ
ذیل حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

(۱) الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۲

عورتوں کو زندہ جلا دینا درندگی و شیطانیت

اسلام نے میاں بیوی کے حقوق و فرائض متعین کر کے رشتہ ازدواج کو مضبوط و مستحکم بنایا اور اخلاقی تعلیمات کے ذریعے دونوں کی زندگی کو پرسکون و خوشگوار بنایا۔ مرد کو کمانے اور بیوی کے جملہ مالی اخراجات کو پورا کرنے کا پابند بنایا اور بیوی کو ہر طرح کے مالی بوجھ سے آزاد کیا لیکن ہمارے سماج میں نقد رقم اور فرمائشی سامان لانے کا عورت کو پابند بنادیا گیا ہے۔ ان کے بغیر عموماً شادی کا تصور نہیں کیا جاتا ہے۔ مطلوبہ سامان نہ ملنے کے نتیجے میں دلہن پر مظالم ڈھائے جاتے ہیں اور مطلوبہ سامان لانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ بسا اوقات معاملہ اتنا طول پکڑ جاتا ہے کہ ان کو جلا دیا جاتا ہے یا خودکشی پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلم معاشرہ میں بھی وہ تمام خرابیاں داخل ہو گئی ہیں جن سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے۔ اسلام نے ظلم سے بچنے ہی کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ ظالم کو ظلم سے روکنے کا بھی پابند کیا ہے۔

ظالم کو ظلم سے روکا جائے :

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”انصر أخاء ظالماً أو مظلوماً قالوا یا رسول اللہ هذا

ننصره مظلوماً فكيف ننصره ظالماً قال تأخذ فوق يديه“ (۱)

(۱) بخاری ج ۲، ص ۶۶ باب أَعْنِ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا

”أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتْ الْجَنَّةَ“ (۱)
”جو کوئی عورت اس حال میں انتقال کرتی ہے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔“

فرمانبردار و اطاعت شعار بیویوں کے لیے جہاں جنت کی خوشخبری ہے وہیں نافرمان بیوی کے لیے دوزخ کی وعید بھی ہے۔ حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”.....و انی رأیت النار فلم أر کالیوم منظرأً قط و رأیت اکثر أهلها النساء قالوا لم یا رسول اللہ؟ قال یکفرون قیل یکفرون باللہ قال یکفرون العشر و یکفرون الاحسان لو أحسنت الی احداهن الدھر ثم رأت منك شیئاً قالت ما رأیت منك خیرأً قط“ (۲)

”میں نے دوزخ کو دیکھا تو اس دن کی طرح کبھی کسی منظر کو نہیں دیکھا میں نے جہنم میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا صحابہ کرام نے دریافت کیا یا رسول اللہ ایسا کیوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ناشکری کی وجہ سے۔ کہا گیا۔ وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموشی کرتی ہیں اگر تم ہمیشہ ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرتے رہے پھر کبھی تمہاری جانب سے کسی کمی کو پالیا تو کہے گی کہ آپ کی جانب سے کبھی کسی بھلائی کو پایا ہی نہیں۔“

”تم اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم، صحابہ کرام نے (تجربہ سے) دریافت کیا یا رسول اللہ یہ تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہم اپنے مظلوم بھائی کی مدد کریں گے لیکن ہم ظالم کی کیوں کر مدد کر سکتے ہیں تو آپ نے فرمایا (اس کی مدد یہ ہے کہ) اُس کو ظلم سے روک دو۔“

اگر ظالم اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس کا مقابلہ اس وقت تک کریں جب تک کہ ظالم اپنی حرکت سے باز نہ آجائے۔ اگر ظالم کے ظلم کو خاموشی سے برداشت کر لیا جائے تو ظالم کی حوصلہ افزائی ہوگی اور اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائے گا اور یکے بعد دیگرے تمام کو اپنے ظلم و زیادتی کا نشانہ بناتا رہے گا اس لیے کسی پر ظلم و زیادتی کو دیکھ کر مسلمانوں کو خاموش نہیں بیٹھنا چاہیے۔

”فان بغت أحدهما على الآخرى فقاتلوا التي تبغى حتى تفيء الى امر الله“ (۱)

”پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔“

ظالم کی سزا :

ظالم کو ظلم کی سزا ضرور ملے گی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان الله عز وجل يملئ للظالم فاذا أخذه لم يفلته ثم قرأ و كذلك أخذ ربك اذا أخذ القرى و هي ظالمة ان أخذه أليم شديد“ (۲)

”اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے پھر جب اس کو پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں

(۱) سورہ حجرات آیہ ۹ (۲) مسلم ج ۴ ص ۱۹۹۸ حدیث نمبر ۲۵۸۳

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ آپ کے رب کی داروگیر ایسی ہی ہے جب وہ کسی بستی پر داروگیر کرتا ہے جب کہ وہ ظلم کیا کرتے ہوں بلاشبہ اس کی داروگیر بڑی الم رساں اور سخت ہے۔“

مظلوم کی بد دعا :

ہر شخص کو ظلم سے بچنا چاہیے کیونکہ مظلوم کی آہوں سے عرش الہی لرز اُٹھتا ہے اور اس کی آہیں بلا کسی رکاوٹ کے اللہ تک پہنچ جاتی ہیں۔

”اتق دعوة المظلوم فانها ليس بينها وبين الله حجاب“ (۱)

”مظلوم کی بد دعا سے بچو اس لیے کہ مظلوم کی بد دعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔“

آخرت میں جب ایک ایک نیکی کی بڑی اہمیت ہوگی وہاں سارے رشتے ناطے ختم ہو جائیں گے کوئی کسی کو ایک نیکی دینے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ جنت یا دوزخ کا فیصلہ ہونے والا ہوگا اس موقع پر اگر کسی کی نیکیاں دوسرے کو دے دی جائے تو یہ کیسی حسرت و ندامت اور محرومی کی بات ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے اپنے بھائی کی آبرو یا کسی چیز پر ظلم کیا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس کا فدیہ ادا کر کے پاک ہو لے اس دن سے پہلے کہ اس کے پاس دینے کو دینا ہوگا نہ درہم، ظلم کے بدلے ظلم کے برابر مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دلائیں جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی بدیاں

(۱) بخاری ج ۲ ص ۶۷ باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم

ظالم پر لاد دی جائیں گی۔

ناحق قتل حرام ہے:

اسلام نے کسی کو ناحق قتل کرنے کو حرام قرار دیا ہے جس کو قتل کیا جا رہا ہو اس کا تعلق کسی ملک، وطن، قوم و نسل، ذات و برادری اور مذہب سے ہو یا مقتول اس کی بیوی، بیٹی، بیٹا یا کوئی اور رشتہ دار ہو، جس نے ناحق ایک جان کا قتل کیا اس نے گویا ساری انسانیت کو قتل کر دیا، سارے جہاں کے خالق و مالک نے فرمایا:

”من قتل نفساً بغير نفس أو فساد فی الأرض فکأنما قتل الناس جميعاً و من أحيها فکأنما أحيأ الناس جميعاً“ (۱)

”جو شخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دوسرے شخص کے یا بغیر کسی فساد کے (جو زمین میں اس سے پھیلا ہو) قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی شخص کو بچالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچالیا۔“

قاتل کا ٹھکانہ:

قاتل کا ٹھکانہ جہنم ہے اس میں اس کے لیے دردناک عذاب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”و من یقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤه جہنم خالداً فیها و غضب اللہ علیہ و لعنہ و أعد له عذاباً عظیماً“ (۲)
 ”اور جو شخص کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جہنم ہے“

(۱) سورہ مائدہ آیت ۳۲ (۲) سورہ نساء آیت ۹۳

کہ ہمیشہ ہمیش اس میں رہے گا اور اس پر اللہ غضبناک ہوں گے اور اس کو اپنی رحمت سے دور کر دیں گے اور اس کے لیے بڑی سزا کا سامان کریں گے۔“

جو لوگ اپنی بیوی اور بہو کو قتل کرتے ہیں ان کو دنیا میں بھی ذلت و سزالتی ہے اور وہ آخرت میں بھی دردناک عذاب و سزا میں مبتلا ہوں گے۔

حرام مال و دولت کا استعمال ناجائز:

تک (نقد رقم) رشوت ہے اس کا لینا حرام ہے اسی طرح من پسند سامان جہیز کا حاصل کرنا اور اس کو استعمال کرنا حرام ہے۔ ہمارے معاشرہ میں شادی کے موقع پر تک، جہیز اور مختلف ناموں سے لڑکی والوں سے روپے اور سامان حاصل کرنے کا عرف و رواج ہے یہ غیر شرعی ہے اور شادی کے بعد بھی کئی سال تک لڑکی والوں سے روپے اور سامان حاصل کرنے کا رواج پایا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی کے مال کو اس کی خوشی و مرضی کے بغیر حاصل کرنا اور اس کا استعمال کرنا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”یا ایہا الذین آمنوا لا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل“ (۱)
 ”اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر مت کھاؤ۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ألا لا یحل مال امرء الا بطیب نفس منه“ (۲)

”دسُن لو کسی آدمی کا مال دوسرے کے لیے حلال نہیں ہوتا جب

(۱) سورہ نساء ۲۹ (۲) رواہ الترمذی فی شعب الایمان

تک کہ وہ اسے خوش دلی سے نہ دے۔

حرام مال استعمال کرنے والوں کی نماز اور دعا قبول نہیں ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”من اشترى ثوباً بعشرة دراهم و فيه درهم حرام لم يقبل الله تعالى له صلوة ما دام عليه“ (۱)

اگر کسی نے دس درہم میں کوئی کپڑا خریدا اس میں ایک درہم بھی حرام ہے تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک کہ وہ کپڑا جسم پر ہے۔

ایک دوسرے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”.....ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يده الى السماء يارب يارب و مطعمه حرام و مشربه حرام و ملبسه حرام و غدى بالحرام فاني يستجاب لذلك“ (۲)

”پھر آپ ﷺ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر میں ہونے کی وجہ سے پراگندہ حال اور خستہ حال ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر یارب یارب کہہ رہا ہے جب کہ اس کا کھانا، پینا، لباس اور غذا حرام ہے تو بھلا اس کی دعا کیوں کر قبول ہو۔“

ان واضح اسلامی ہدایات کے باوجود ہمارے معاشرہ میں شادی کے موقع پر لڑکی والوں سے تلک و جہیز کا مطالبہ اور شادی کے بعد بھی کئی سال تک مختلف مطالبات کا عرف و رواج پایا جاتا ہے اور

مطالبات و فرمائش کی تکمیل نہ ہونے پر عورتوں پر ظلم و ستم، قتل و ہلاکت کے واقعات میں آئے دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

آج امت مسلمہ ایسے اعمال میں ملوث ہے کہ جن کی وجہ سے کچھلی امتیں ہلاک کر دی گئیں، جب ہم ہندوستانی سماج میں عورت پر ہو رہے مظالم اور ان کی ہلاکت کا جائزہ لیتے ہیں تو دماغ کو شل کر دینے اور جگر کو پاش پاش کر دینے والی رپورٹ سامنے آتی ہے۔

ہندوستان کی ایک عوامی تنظیم جس کا نام ”عوامی یونین برائے جمہوری حقوق“ ہے نے آزاد ہندوستان کے گذشتہ چالیس سالہ دور میں عورتوں کے اپنے ہاتھوں آگ سے جل کر مرجانے یا دیگر طریقوں سے خودکشی کر لینے کے اعداد و شمار جمع کر کے بتایا ہے کہ آزاد ہندوستان میں اس مدت کے دوران ۲۰۰۰/ ہزار نو جوان عورتیں جہیز کے جھگڑوں کی وجہ سے جلا کر مار ڈالی گئیں (۱)۔

سرکاری اعداد و شمار جو مختلف اجلاسوں میں پارلیمنٹ کے سامنے جہیز کی بھینٹ چڑھنے والی دہنوں کے بارے میں پیش کیے گئے ہیں اور جو اعداد و شمار نیشنل کرائم بیورو نے فراہم کیے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	سال	جہیزی اموات
۱	۱۹۷۵ تا ۱۹۸۱ء	۵۲۳۵
۲	۱۹۷۹ء	۱۰۵۶
۳	۱۹۸۳ء	۱۲۳۲

لگا سکتے ہیں کہ ۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۳ء یعنی چھ سالوں میں کم سے کم ۱۶۸۴ عورتیں ہلاک کر دی گئی ہوں گی۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ ۱۹۷۵ء سے ۲۰۰۳ء تک کم سے کم ۸۱۴۲۱ (اکیاسی ہزار چار سو اکیس) عورتیں جہیز کی وجہ سے ہلاک ہو چکی ہیں۔

مذکورہ اعداد و شمار وہ ہیں جن کی اطلاع پولیس محکمہ یا خفیہ ایجنسیوں کو ہو گئی ہے، نہ معلوم اس کے علاوہ کتنی ہلاک ہونے والی عورتیں ایسی ہیں جن کے حالات کا علم دور دراز علاقے میں واقع ہونے کی وجہ سے سرکاری عملے کو نہیں ہوسکا یا نہیں ہونے دیا گیا۔

کسی بھی قوم و ملت کی بیٹی جلائی جائے

لیکن امت مسلمہ کو بے چین ہو جانا چاہئے

یہ بھی حقیقت ہے کہ ہلاک ہونے والی زیادہ تر عورتیں ہندو مت سے تعلق رکھتی ہیں، لیکن بحیثیت امت مسلمہ ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ ہم کسی پر برائی و ظلم کو ہوتا دیکھیں اور اس کو حسب استطاعت روکنے کی کوشش نہ کریں، اگر حضور اکرم ﷺ باحیات ہوتے اور کسی بھی قوم و ملت سے تعلق رکھنے والی لڑکی جلائی جاتی تو دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف و صدمہ جس کو ہوتا تو وہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ ہوتی اور آپ ﷺ اس وقت تک چین و سکون سے نہیں بیٹھتے جب تک کہ یہ ظلم کا سلسلہ بند نہ ہو جاتا۔ عرب میں زندہ درگور کی جانے والی لڑکیوں کے خلاف سب سے پہلے آپ صلعم نے صدا بلند کی، اور آپ صلعم کو اس وقت تک قرار نہیں آیا جب تک کہ یہ ظالمانہ کارروائی بند نہ ہو گئی۔ محمد ﷺ کی امت ہونے کی وجہ سے ہمارے اندر بھی ٹرپ و بے چینی ہر وقت موجود رہنی چاہیے۔ ہمارا یہ عزم مصمم ہونا چاہیے کہ ہم کسی پر ظلم کو

۹۹۹	۱۹۸۵ء	۴
۱۳۱۹	۱۹۸۶ء	۵
۱۹۱۲	۱۹۸۷ء	۶
۲۲۰۹	۱۹۸۸ء	۷
۴۰۰۰	۱۹۸۹ء	۸
۵۱۵۷	۱۹۹۰ء	۹
۸۹۸۷	۱۹۹۱ء	۱۰
۱۹۵۲	۱۹۹۳ء	۱۱
۴۸۵۰	۱۹۹۴ء	۱۲
۶۰۰۶	۱۹۹۷ء	۱۳

اس سٹڈول کو بغور دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ۱۹۷۵ء اور ۱۹۹۷ء کے دوران صرف ۱۶ سالوں میں ۴۴۹۲۴ عورتیں جہیز کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں، گویا ہر سال ۲۸۰۷ عورتیں ہلاک ہوئیں۔ لہذا جن سات سالوں کے اعداد و شمار درج نہیں ہیں ان سالوں میں بھی مذکورہ سالانہ تناسب کے حساب سے دیکھا جائے تو عورتوں کی ہلاکت ۱۹۶۵ء تک جا پہنچے گی۔ اب ہم مذکورہ اعداد و شمار پر دوبارہ غور کرتے ہیں تو یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں آنے والا سال اپنے دامن میں عورتوں کی ہلاکت کے زیادہ واقعات سمیٹے ہوا ہے۔ مثلاً ۱۹۷۵ء تا ۱۹۷۸ء چار سالوں میں ۵۲۴۵ عورتیں ہلاک کر دی گئیں، جبکہ ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۱ء کے چار سالوں میں عورتوں کی ہلاکت ۲۰۳۵۳ تک جا پہنچی۔ اسی طرح ہم سابقہ سالانہ رپورٹ کو سامنے رکھ کر اندازہ

مخالف ترمیمی بل پاس کیا گیا۔ جہیز ترمیمی قانون میں جہیز کو یوں واضح کیا گیا کہ ”شادی کے وقت یا پہلے ایک فریق دوسرے فریق کو یا کسی فرد کو پہلے یا شادی کے وقت قیمتی چیز، بانڈ، یا نقد سٹمپٹ وغیرہ شادی کے متعلق دیا جائے تو وہ جہیز کہلائے۔ اس کے تحت کسی شکل میں جہیز کا طالب مجرم مانا جائے گا۔ لیکن شادی کے وقت بغیر کسی مانگ کے جھینٹ یا تحفہ دولہا و دلہن کو اس کے والدین یا رشتہ دار دے سکتے ہیں، یہ تحفہ عام رسم و رواج کے مطابق ہوگا۔ تحفے کی قیمت اس شخص کی معاشی حیثیت کے مطابق ہو، تحفے کی مکمل فہرست بنانی ہوگی۔ یہ فہرست شادی کے وقت یا بعد میں جلد تیار کی جانی چاہئے۔ شادی کے وقت جو تحفہ دلہن کو دیا گیا وہ فہرست دلہن رکھے گی۔ جو تحفہ دولہے کو دیا جائے اس کی فہرست دولہا رکھے گا ان فہرستوں میں ہر تحفہ کا مختصر تذکرہ اس کی قیمت، دینے والے شخص کا نام، دولہے دلہن سے اس کے رشتے کا تذکرہ ہونا چاہئے اس پر دولہے دلہن کے دستخط ہوں۔ ۱۹۸۵ء کے ترمیم کے مطابق دولہا دلہن یا اس کے والدین سے جہیز مانگنے کے جرم میں کم سے کم چھ ماہ کی سزا دی جاسکتی ہے جو دو سال تک بڑھائی جاسکتی ہے، دس ہزار یا جہیز کے برابر کی رقم دونوں میں جو زیادہ ہوگا جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر کسی فرد کو چھ ماہ سے کم سزا دی جاتی ہے تو عدلیہ کے حاکم کو فیصلے کی کم مدت کی وجہ کا بھی ذکر کرنا ہوگا۔ ترمیم قانون ۱۹۸۶ء میں سزا کی مدت چھ ماہ سے بڑھا کر پانچ سال کر دی گئی ہے اور جرمانہ کی رقم دس ہزار سے بڑھا کر پندرہ ہزار کر دی گئی ہے، اس طرح سزا کی مدت اور جرمانہ کی رقم کو بڑھا کر قانون کو سخت بنانے کی کوشش کی گئی ہے

۱۹۸۵ء کے ترمیم کے مطابق عدالت اپنی جانکاری پر یا پولیس رپورٹ پر یا جس شخص پر زیادتی ہوئی ہے اس کی شکایت پر یا اس کے والدین یا رشتہ دار یا سماجی تنظیموں یا اداروں کی طرف سے شکایت ملنے پر کارروائی کر سکتی ہے۔ سماجی تنظیموں اور اداروں کا مرکزی حکومت یا ریاستی حکومت سے منظور شدہ ہونا ضروری ہے۔

۱۹۸۵ء کے ترمیم کے مطابق اگر جہیز دلہن کے علاوہ کوئی اور شخص شادی سے پہلے لے لیتا ہے، تو وہ شادی ہونے کے تین ماہ کے اندر دلہن کو واپس کر دے گا۔ اگر دلہن نابالغ ہے تو دلہن کی عمر ۱۸ سال ہونے کے تین ماہ کے اندر جہیز دلہن کو واپس کر دے گا۔ اگر جہیز کا تبادلہ ہوتا ہے تو وہ دلہن یا اس کے جائز وارث کو ہی دیا جانا چاہئے۔ عدالت کے ذریعہ تحریری شکل میں حکم نامہ جاری ہونا چاہئے کہ مجرم دلہن کو مقررہ وقت میں جہیز واپس کر دے اس حکم کی تعمیل نہ ہونے پر جہیز کی قیمت جرمانہ کی شکل میں مجرم سے وصول کی جائے گی جو دلہن کو دیا جائے گا۔ ۱۹۸۶ء کے ترمیم کے مطابق اب یہ ذمہ داری دلہن کے رشتہ داروں پر تھی کہ وہ ثابت کر دیں کہ انہوں نے کتنا جہیز دیا۔ اس ترمیم سے عورتوں کو سہولت پہنچانے کی کوشش کی گئی۔

۱۹۸۶ء کا جہیز ترمیمی قانون کی اہم دفعہ قابل قدر مانا جائے گا جس کے تحت اڈین پینل کوڈ ۱۹۶۰ء میں نئی دفعہ ۱۳۰۶ کا اضافہ کر دیا گیا جس کے مطابق اگر شادی کے سات سال کے اندر کسی شادی شدہ عورت کے جلنے یا جسمانی اذیت وغیرہ کی وجہ سے اس کی موت ہوتی ہے اور اگر یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے شوہر یا دوسرے رشتہ داروں کے ذریعہ تکلیف

سے اس کا آغاز کرتے ہوئے عورتوں کو حق تلفی، ظلم و ستم، قتل و ایذا رسانی اور خودکشی سے نجات دلانے اور ظالموں اور انسانی درندوں کے خلاف ایک زبردست مہم کا آغاز کرنا ہوگا۔ اور مذہب و ملت سے بالاتر ہو کر عورت دی جاتی ہے یا ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا تو ایسی صورت میں اس موت کو جہیزی موت کہا جائے گا۔ جن رشتہ داروں یا شوہروں کی وجہ سے موت ہوتی ہے ان سب کو کم سے کم سات سال جیل کی سزا دی جائے گی۔ جو عمر قید تک بڑھائی جاسکتی ہے۔“

اس دفعہ کا اضافہ جہیز مخالف قانون میں ایک نیا سنگ میل مانا جائے گا۔ اس دفعہ کے ذریعہ ملک میں تیزی سے بڑھ رہی جہیزی اموات کو قانون کی گرفت میں لینے کی کوشش کی گئی۔ اس قانون میں یہ بات بھی صاف طور پر واضح کر دی گئی ہے کہ کرمیل پروسچو کوڈ ۱۹۷۳ء اور گواہ قانون کو زیادہ سے زیادہ موثر بنا سکے۔

اس ترمیم کی رو سے کسی بھی فرد کے ذریعہ لڑکا یا لڑکی کی شادی کسی اخبار یا رسالے میں یا کسی ذرائع سے دولت کی جانکاری دینے والے اشتہار کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اگر کوئی فرد یا اخبار اس قسم کے اشتہار شائع کرتا ہے تو غیر قانونی مانا جائے گا۔

۱۹۸۶ء کی ترمیم کے مطابق جہیز مخالف آفیسر اور اس کی مدد کے لئے ایک بورڈ قائم کیا جائے، جو جہیز کے متعلق معاملات کی تفتیش کرے گا اور اس بدنما داغ کو سماج سے دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ جہیز مخالف آفیسر کو یہ اختیار ہوگا کہ جہیز کی روک تھام کے ہر ممکن

اقدامات اٹھائے اس آفیسر کی بحالی سرکار کی طرف سے ہوگی۔“

قومی ایوانوں نے سخت ٹھوس اور با اثر قانون بنا کر ہندوستانی سماج میں تیزی سے بڑھ رہے اس ناسور کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ان قوانین سے جہیز کی لعنت ختم ہو جائے گی۔ آج بھی جہیز سے مرنے والے افراد کے اعداد و شمار پر نظر ڈالیں تو پتہ چلے گا کہ ان میں بتدریج اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ جہیز کو اگر صفحہ ہستی سے مٹانا ہے تو ہمیں آگے آکر سماج میں اس کے لئے جدوجہد کرنی ہوگی۔ ایئر کنڈیشن کمروں میں بیٹھ کر صرف دلفریب نعرہ لگانا مفید نہیں ہوگا بلکہ ہمیں مل کر ایک ایسے پختہ سماج کی تعمیر کرنی ہوگی جہاں جہیز کے ان درندوں کو پنپنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ (۱)

سلمان ہی اس ملک کو اس عظیم فتنہ سے بچا سکتا ہے :

ان حالات میں امت مسلمہ کو ایک انقلابی قدم اٹھانا ہوگا اور دوہری ذمہ داری کو نبھانا ہوگا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے اپنے گھر، خاندان، اور معاشرہ کو جائز حقوق دلانے اور اس کو درپیش مسائل و مشکلات سے نجات و رہائی دلانے کے لئے عزم مصمم اور جہد مسلسل کرنا ہوگا۔ اور اپنے قول و عمل سے برادران وطن کو درس عبرت حاصل کرنے کا موقع فراہم کرنا ہوگا۔

احتساب اور مستقبل کے لئے لائحہ عمل :

ظالم کو ظلم سے روکنے، مظلوم کی مدد کرنے، لڑکیوں کی ہلاکت روکنے، عورتوں کو حقوق دلانے اور پاکیزہ خاندان و معاشرہ وجود میں لانے کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے والدین کی ذہن سازی کی جائے کہ وہ اپنی لڑکی کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کریں، اور ان کی پرورش و نگہداشت اور تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیں، اور ان کو اسلامی تعلیمات کی بقدر ضرورت تعلیم کے ساتھ ان کی فکر کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی سعی کریں، اور بلوغ کے بعد ان کی شادی ایسے لڑکے سے کریں جو دیندار ہو اور ان کا گھرانہ دیندار ہو، چاہے ان کے پاس دولت و ثروت اور عہدہ و منصب نہ ہو۔ لڑکے کے والدین کی بھی ذہن سازی کی جائے کہ وہ اپنے لڑکے کو بقدر ضرورت دینی و اسلامی تعلیمات سے ضرور آگاہ کریں، اور اپنے لڑکے کا پیغام اس لڑکی کو دیں جو اسلامی تعلیمات سے آراستہ اور اس پر عمل پیرا ہو اور امور خانہ داری سے واقف ہو۔ جب میاں بیوی دونوں اپنے حقوق و ذمہ داریوں سے واقف ہوں گے تو یہ سب کچھ نہیں ہوگا جو آج مسلم معاشرہ میں دیکھنے میں آرہا ہے۔

اگر ہم لڑکی کی صحیح تربیت کر لیتے ہیں تو انشاء اللہ ساری مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا، یہی لڑکی جو آج نند کی شکل میں اپنی بھوج کو ستاتی نظر آتی ہے کل خود بہو بن کر مسائل سے دوچار ہوتی ہے اور آئندہ ساس بن کر اپنی بہو کے لیے عذاب بن جاتی ہے۔ اگر لڑکیوں کی صحیح تعلیم و تربیت ہو جائے تو تلک فرمائی جہیز اور رسم و رواج اور بدعات و خرافات، ظلم و ستم اور قتل و ایذا

رسانی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کو اس بات پر مجبور کر سکتی ہے کہ وہ اپنے لڑکے کے لیے دیندار بہو لائے گی اور تلک و جہیز اور دیگر لوازمات کے بجائے سادگی کے ساتھ اپنے بیٹے کی شادی کرے گی، لیکن افسوس کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اگر ساس اپنی بہو کا اس طرح خیال رکھے جس طرح اپنی بیٹی کا خیال رکھتی ہے اور حتی الامکان اپنی بہو سے اتنی ہی محبت و الفت کرے جتنی وہ اپنی بیٹی سے کرتی ہے اور یہ ذہن میں رکھے کہ اگر میری بیٹی کے ساتھ ظلم و ستم اور طعن و تشنیع کا معاملہ کیا جائے اس کو اس کا شوہر طلاق دے دے یا خودکشی پر مجبور کر دے یا اس کو قتل کر دے یا جلا دے تو اس پر اور اسکے خاندان والوں پر کیا گزرے گی، لیکن ایسا نہیں سوچتی ہے خود جب بہوتھی تو اپنی ساس کی خامیاں گنائے نہیں تھکتی تھی، آج خود ساس ہے تو ماضی کو بھول گئی، لیکن مسلم معاشرہ میں ایسی ساسوں کی بھی کمی نہیں جو اپنے اخلاق و کردار سے اپنی بہو کی تربیت کرتی ہیں، اس کی کوتاہیوں اور غلطیوں سے صرف نظر کرتی ہیں، اور ایسی بھی مثالیں موجود ہیں کہ شوہر کو بیوی کسی وجہ سے ناپسند ہے تو ماں اپنے بیٹے کی بدترتیب ذہن سازی کرتی ہیں اور اس کو اپنی بیوی سے محبت و الفت کرنے پر اکساتی ہیں اور ستانے و زیادتی کرنے سے روکتی ہیں اور اگر خسر کو بھی بہو پسند نہیں ہے تو بھی ساس کی وجہ سے بہو اس گھر میں سکون و اطمینان سے زندگی گزار لیتی ہے۔ بہو کو سکون و اطمینان کی زندگی عطا کرنے اور مستقبل کو خوشگوار و لطف اندوز بنانے میں ساس کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے، لیکن افسوس اگر ساس کو بہو ناپسند ہے تو بہو کے لیے موافق ماحول بھی چند دنوں میں مخالف بن جاتا ہے ایسے موقع پر شوہر کا

کردار اہم ہوتا ہے، لیکن اگر وہ اپنی حکمت سے اپنی ماں اور بیوی دونوں کو خوش رکھے اور دونوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی سعی کرے حتی الامکان دونوں کے حقوق کو ادا کرنے کی سعی کرے اور اس بات کو مد نظر رکھے کہ اللہ اس کی پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہے اور اپنے کیے کا حساب اللہ کے سامنے دینا ہوگا۔

بیوی کے لئے علیحدہ رہائش ایک شرعی حق :

اگر ماں اور بیوی کے درمیان صلح و صفائی نہ ہو سکے تو اپنی بیوی کے رہائش کا الگ نظم کرے جو حق سکئی اس کو شریعت کی طرف سے حاصل ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

اسكنوهن من حيث سكنتم من وجدكم ولا تضاروهن لتضيقوا عليهن ، وان كن اولات حمل فانفقوا عليهن حتى يضعن حملهن. (۱)۔

”تم ان (مطلقہ) عورتوں کو اپنی وسعت کے موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لیے (اس کے بارے میں) تکلیف مت پہنچاؤ اور اگر وہ (مطلقہ عورتیں حمل والیاں ہوں تو حمل پیدا ہونے تک ان کو (کھانے پینے کا) خرچ دو۔“

ہدایہ میں ہے:

وعلى الزوج ان يسكنها في دار مفردة فيها احد من اهلہ ان تختار ذلك، لان السكنى من كفايتها فيجب لها كالنفقة وقد اوجبه الله تعالى مقروناً بالنفقة واذا وجب حقها لها ليس له ان يشرك

(۱) سورۃ طلاق ۶

MUJAHID.
XTGEM.COM

غیرھا فیہ ، لانھا یتضرى به فانھا لاتامن على متاعھا ویمنعھا عن المعاشرة مع زوجها ومن الاستمتاع الا ان تختار لانھا رضیت بانتقاص حقھا. (۱)۔

”اور شوہر پر واجب ہے کہ بیوی کو ایسے مکان میں رکھے جس میں اس کے گھر والوں میں کوئی نہ ہو مگر یہ کہ عورت خود ایسا پسند کرے اس لیے کہ سکئی اس کا بنیادی حق ہے تو وہ اسکے لیے واجب ہوگا جیسا کہ نفقہ واجب ہے اور جب رہائش بیوی کے بنیادی حق کے طور پر واجب ہے تو شوہر کو اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے کو اس میں ساتھ رکھے اس لیے کہ اس کو اپنے مال و اسباب کے سلسلے میں بے فکری نہیں رہے گی اور اپنے شوہر کے ساتھ بے تکلف رہنے اور خاص تعلق قائم کرنے میں رکاوٹ ہوگی مگر یہ کہ وہ خود پسند کرے اس لیے کہ وہ خود اپنے حق کو کم کرنے پر راضی ہے۔“

علامہ ابن عابد بن شامی نے بیوی کے حق سکئی پر گفتگو کی ہے تفصیل کے طالب وہاں رجوع کریں، یہاں صرف ایک عبارت دی جا رہی ہے جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اس مکان میں رکھا جائے جس میں شوہر کے متعلقین و رشتہ داروں میں سے کوئی نہ ہو۔

ولو اراد ان يسكنها مع ضرثها أو مع احمائها كأمه وأخته و بنته فأبت فعليه ان يسكنها في منزل منفرد لان أباه دليل الاذى والضرر ولانه يحتاج الى جماعهاو معاشرتها في أى وقت يتفق ولا يمكن ذلك مع ثالث (۲)۔

(۱) ہدایہ جلد ۲ ص ۲۲۱ کتب خانہ رشیدیہ دہلی

(۲) رد المحتار لابن عابد بن جلد ۲ ص ۶۲۳

”اگر شوہر چاہے کہ بیوی کو اس کے سوکن یا اپنے رشتہ داروں جیسے بہن ماں (دوسری بیوی سے) اپنی بیٹی کے ساتھ رکھے پس وہ انکار کرے تو اس پر لازم ہوگا کہ اسے الگ مکان میں ٹھہرائے اس لیے کہ (ساتھ رہنے سے) اس کا انکار (اس کے لیے) تکلیف اور نقصان کی دلیل ہے۔ نیز اس لیے کہ اسے اس کے ساتھ خاص تعلق قائم کرنے اور بے تکلف رہنے کی ضرورت کسی وقت بھی ہو سکتی ہے اور کسی تیسرے کے ہوتے ہوئے یہ چیز ممکن نہیں ہے۔“

مذکورہ دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ شوہر پر حسب وسعت و طاقت اپنی بیوی کی رہائش کا انتظام کرنا واجب ہے اور جب تک بیوی نہ چاہے اس وقت تک اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اس کو نہ رکھے۔ جب عورت کو اس کا حق سکنی دے دیا جائے تو بیشتر مصائب و آلام اور لڑائی جھگڑے کا خاتمہ ہو جائے گا البتہ شوہر کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ جہاں اپنی بیوی کے حقوق و واجبات کو پورا کرے اور اس کے ساتھ الفت و محبت اور حسن سلوک کرے وہیں اپنے والدین کے حقوق اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کی فکر رکھے۔ والدین کی اطاعت و فرمانبرداری اور ان کی خدمت و دیکھ ریکھ میں ہرگز کوتاہی نہ کرے ورنہ اس کو دونوں جہانوں میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بیوی اور والدین کی رہائش الگ ہو جانے کی صورت میں لڑائی جھگڑے ختم ہوں گے اور آپسی محبت قائم رہے گی، اگر بیوی اس کے والدین کی خدمت نہیں کرتی ہے تو وہ اس پر کوئی جبر و اکراہ نہیں کر سکتا ہے۔ شوہر اپنے والدین کی خود خدمت کرے یا کسی اور کو اس کام پر مامور کرے، البتہ

بیوی پر اخلاقی ذمہ داری عائد ہوگی کہ وہ اپنے شوہر اور اسکے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کی خدمت کرنے کو اپنے لیے سعادت سمجھے اور اپنے کسی عمل سے شوہر کو پریشانی و تکلیف میں مبتلا نہ کرے، خصوصاً ایسے ماحول میں جبکہ ہندو پاک کے بیشتر لوگ مشترکہ خاندانی نظام کے تحت زندگی گزار رہے ہیں، لوگ عموماً اپنے والدین کی زندگی میں اپنے بیوی بچوں کو علیحدہ رکھنے پر آمادہ نظر نہیں آتے ہیں اور معاشرہ میں بھی اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا نہیں جاتا ہے، ان حالات میں عورت کو چاہیے کہ رہائش کے علیحدہ انتظام کے لیے صبر و سکون اور اخلاقی حدود میں رہتے ہوئے شوہر سے رہائش کا مطالبہ کرے اور جب تک شوہر علیحدہ نظم نہ کر دے اس وقت تک ان کے والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے زندگی گزارے اور اپنے قول و عمل سے کسی کو تکلیف و صدمہ نہ پہنچائے اور گھریلو کام کاج کو بحسن و خوبی انجام دینے کی کوشش کرے اور شوہر کے آرام و راحت کا خوب خیال رکھے۔

والدین کی خدمت اور احترام:

اسلام نے جہاں ایک شخص کو بیوی کے حقوق ادا کرنے کا پابند بنایا ہے وہیں اُس پر والدین کی خدمت اور احترام کرنا لازم قرار دیا ہے۔ لہذا بیوی کے حقوق ادا کرتے ہوئے والدین کے حقوق پامال نہ ہوں اس کا ہر لمحہ خیال و فکر رکھنا ایک نیک و فرماں بردار فرزند کا شعار ہے۔

والدین کی خدمت و فرماں برداری پر اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے اور اپنی عبادت کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم

دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”قُضِيَ رُبُّكَ إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا“ (۱)

”اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔“

اس آیت میں اللہ پاک نے اپنی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے جس سے والدین کی خدمت و فرماں برداری کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

اگلی آیت میں والدین کو اُف تک نہ کہنے کا حکم دیا ہے:

”إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَخَفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذَّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا“ (۲)

”اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کے آگے اُف تک نہ کہنا اور نہ اُن کو جھڑکنا اور اُن سے خوب ادب سے بات کرنا اور اُن کے سامنے نرمی سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ میرے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا کہ انھوں نے مجھے بچپن میں پالا پوسا اور پرورش کی ہے۔“

بخاری شریف میں ہے: ”عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال! سألت رسول الله ﷺ ائى العمل أحب الى الله؟ قال! الصلوة على وقتها، قال! ثم ائى؟ ثم قال! بر الوالدين، قال! ثم ائى؟ قال! الجهاد فى سبيل الله“ (۳)

(۱) بنی اسرائیل ۲۳ (۲) بنی اسرائیل ۲۴ (۳) بخاری ج- ۵ صفحہ ۲۲۷ حدیث نمبر ۵۶۲۵

”عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا! اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ نے فرمایا! نماز اپنے وقت پر، پھر میں نے کہا! پھر کونسا عمل؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! والدین کے ساتھ حسن سلوک، میں نے کہا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا! اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔“

تین اشخاص پر جنت حرام ہے، ان میں سے ایک والدین کا نافرمان بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”.....ثلاثة لا يدخلون الجنة العاق لوالديه والممدن على الخمر والمنان بما أعطى“ (۱)

”تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ والدین کی نافرمانی کرنے والا، شراب کا عادی اور دینے کے بعد احسان جتانے والا۔“

امت مسلمہ کی دوہری ذمہ داری:

امت مسلمہ جو برائیوں کو مٹانے، نیکیوں کو پھیلانے، ظالم و ظلم کو ختم کرنے اور حق و انصاف کو عام کرنے کے لیے برپا کی گئی تھی آج خود ان کے معاشرے میں عورتیں اپنے حقوق سے محروم ہیں اور مصائب و آلام میں گرفتار ہیں قتل بھی کی جارہی ہیں اور زندہ بھی جلائی جارہی ہیں، ان حالات میں کیا امت مسلمہ دیگر اقوام و مذاہب کی عورتوں کو زندہ جلنے سے بچا سکتی ہے اور ان کو مختلف قسم کی تکالیف و پریشانیوں سے نجات دلا سکتی ہے۔ اگر حضور ﷺ زندہ ہوتے اور ہندو، سکھ، عیسائی، جین، بدھ یا کسی بھی مذہب و قوم کی لڑکی پر ظلم ہوتا اور اس کو زندہ جلا دیا جاتا تو دنیا میں سب سے زیادہ قلق و صدمہ آپ کی ذات

(۱) نسائی ج ۵ ص ۸۰ باب المنان بما أعطی

لوگ ان کو دیکھ کر چشم پوشی اور مداہمت کرنے والے ہیں (یعنی باوجود قدرت کے ان کو نہیں روکتے) ان دونوں گروہوں کی مثال اس قوم کی مانند ہے جو ایک کشتی میں (بحری جہاز) میں قرعہ ڈال کر سوار ہوئے، بعض کشتی کے نچلے طبقہ میں اور بعض اوپر کے طبقہ میں سوار ہو گئے (یعنی قرعہ اندازی سے جس کو جو جگہ ملی وہ وہاں جا بیٹھا) جو لوگ نچلے طبقہ میں تھے وہ پانی لے کر اوپر سے گزرے (تو ان کو اس سے تکلیف محسوس ہوئی) تو انہوں نے کہا اگر ہم اپنے خاص حصہ میں سوراخ کر لیں تو اوپر والے کو تکلیف نہیں ہوگی (حضرت محمد ﷺ نے فرمایا) اگر وہ (اوپر والے) ان کو اسی حال میں چھوڑ دیں جو انہوں نے ارادہ کیا تو تمام لوگ ہلاک ہو جائیں گے اگر انہوں نے نچلے طبقہ کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ ہلاکت سے بچ جائیں گے اور سبھی نجات پالیں گے۔ (۱)

☆☆☆

MUJAHID.
XTGEM.COM

(۱) بخاری شریف جلد ۲ ص ۸۸۲، ۸۸۳

اقدس کو ہوتا اور آپ ﷺ کو اس وقت تک قرار نہ آتا جب تک کہ یہ ظالمانہ کاروائی بند نہ ہو جاتی۔ ہم صرف اس بات سے مطمئن ہیں کہ مسلم معاشرہ میں جہیز کی وجہ سے عورتوں کی ہلاکت فیصد صرف آٹھ ہے۔ دیگر تو ہندومت سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ حالانکہ بحیثیت امت مسلمہ کسی بھی قوم و مذہب کی لڑکی جلائی جائے تو ہمیں سب سے زیادہ قلق و صدمہ ہونا چاہیے اور اس کے خلاف سب سے پہلے مؤثر اقدامات کرنے چاہیے۔ ہمیں اپنا احتساب کرنا ہوگا کہ ہم ان فرائض و ذمہ داریوں کو ادا کر رہے ہیں جو ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ کیا ہمیں یاد نہیں کہ سارے جہاں کے پالٹھار کے سامنے اپنے کیے کا حساب دینا ہوگا اور اپنے کیے کا بدلہ اس آخرت کی زندگی میں پانا ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک پر عذاب الہی:

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنکر أولیو شکن اللہ ان یبعث علیکم عقابا منه ثم تدعونہ فلا یتستجاب لکم۔ (۱)

”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ ضرور بالضرور لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو، اگر ایسا نہ کرو گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب مسلط کر دے پھر تم اس عذاب سے نجات کی دعائیں مانگو اور دعائیں قبول نہ ہوں گی۔“

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے (قانونی) حدود توڑنے والے گنہگار ہیں اور جو

(۱) ترمذی جلد ۴ ص ۴۰۶، حدیث ۱۲۶۹

حرفِ آخر

مذکورہ تفصیلات سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ ہندوستانی سماج میں خواتین کو مختلف مشکلات اور نا انصافیوں کی سامنا ہے اور آئے دن ان کے مسائل میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ سماج میں عدم مساوات، ذلت و حقارت اور شادیوں میں دشواریوں کی وجہ سے لڑکیاں پیدا ہونے سے پہلے ہلاک کی جا رہی ہیں اور پیدائش کے بعد بھی مختلف بے رحمانہ طریقے سے ہلاک کی جا رہی ہیں۔ لیکن جو لڑکیاں ان کاروائیوں سے بچ جاتی ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ نہیں دی جاتی ہے، اور بقدر ضرورت دینی و عصری تعلیم اور صنعت و حرفت کا مناسب نظم نہیں کیا جاتا ہے۔ جبکہ لڑکوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور انہیں اس لائق بنانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ سماج میں عزت و عہدہ کے ساتھ مناسب دولت بھی کما سکیں۔ چند لڑکیاں جو اعلیٰ تعلیم اور ہنر سیکھ کر ملازمت و تجارت سے وابستہ ہو جاتی ہیں ان کو مختلف قسم کی پریشانیوں و مشقتوں کا سامنا ہے۔ رہی بات ان کی شادیوں کی تو رسوم و رواج اور تک و جہیز کی وجہ سے دشوار ترین ہوگئی ہیں اگر بہت تگ و دو اور مشقت کے بعد ان کی شادیاں ہو جائیں تو مزید سسرالی مطالبات کی وجہ سے ذہنی و جسمانی تکالیف سے دوچار ہوتی ہیں اور بسا اوقات زندہ جلادی جاتی ہیں یا خودکشی پر مجبور کر دی جاتی ہیں۔ یا رشتہ نکاح کو ہی ختم کر دیا جاتا ہے۔ ان کاروائیوں میں جہاں شوہر اور خسر ملوث ہیں وہیں ساس اور نند بھی ملوث نظر آتی ہیں۔

جن حالات سے ہندوستان کی خواتین گذر رہی ہیں اگر اس کے خاتمہ کی کوشش نہیں کی گئی تو لڑکی کی پیدائش کم سے کم ہوتی چلی جائے گی۔

اور لڑکیوں سے نجات پانے کے رجحان میں مزید تیزی آئے گی۔ اور طوائفوں کی تعداد بڑھتی چلی جائے گی۔ زنا، عریانی، اغواء، زنا بالجبر کے واقعات میں مزید تیزی آئے گی۔ ان حالات میں امت مسلمہ ہی اہم کردار ادا کر سکتی ہے، اور قوم و مذہب سے بلند ہو کر خواتین کے مسائل و مشکلات کا خاتمہ کر سکتی ہے۔ اور اپنے قول و عمل سے انقلاب برپا کر سکتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے اس امت کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ اور ان امور کی انجام دہی پر اجر و ثواب اور جنت کا وعدہ کیا ہے اور ان امور کی کوتاہی و غفلت پر گرفت کا فیصلہ کیا ہے اور مکمل کوتاہی پر عذاب الہی کا بھی اعلان کیا ہے۔ لہذا ہندوستان کے مسلمانوں کو جہاں اپنے خاندان اور معاشرہ کی اصلاح و درستی کے لئے کمر بستہ ہو جانا چاہئے وہیں ہندوستان کے تمام خاندان اور سماج کی اصلاح و درستی کے لئے ہر ممکن قربانی کے لئے تیار ہو جانا چاہئے، ورنہ اس ملک کو عذاب و ہلاکت سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ“ (۱)

”تم و بال سے بچو کہ جو خاص انہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔“

اب عورتوں پر ہو رہے مظالم کے خاتمے اور ان کو ہر جائز حق دلانے کا وقت آ پہنچا ہے۔ مزید کوتاہی ایک بڑی تباہی کا ذریعہ بن سکتی ہے اس کے ساتھ ہی اب ایک ایسے تعلیمی و تربیتی ماحول کو برپا کرنے کی

مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف	ناشر
۱۔	قرآن مجید		
۲۔	تفسیر الفخر الرازی	محمد الرازی فخر الدین بن	دار الفکر
۳۔	الجامع لأحكام القرآن	محمد بن احمد القرطبی	بیروت ۱۹۸۵
۴۔	الدر المنثور	امام جلال الدین سیوطی	دار المعرفہ بیروت
۵۔	بیان القرآن	مولانا اشرف علی تھانوی	تاج پبلیشرز۔ دہلی
۶۔	المعجم المفہرس لألفاظ القرآن الکریم	محمد فواد عبد الباقی	دار الحدیث القاہرہ
۷۔	صحیح البخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل البخاری الجعفی	دار المعرفہ بیروت
۸۔	صحیح مسلم	محمد بن الحجاج القشیری	دار احیاء التراث العربی بیروت
۹۔	سنن ابی داؤد	ابوداؤد سلیمان بن الأشعب	دار الحدیث القاہرہ
۱۰۔	ترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ	دار الکتب العلمیہ بیروت
۱۱۔	سنن ابن ماجہ	محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی	المکتبۃ العلمیۃ بیروت
۱۲۔	سنن النسائی	ابو عبد الرحمن احمد النسائی	دار احیاء التراث العربی بیروت
۱۳۔	مسند احمد بن حنبل		دار الفکر العربی بیروت
۱۴۔	سنن الدارمی	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن	دار الفکر بیروت
		بن الفضل بن بہرام الدارمی	

ضرورت ہے جس میں افراد صحیح تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو سکیں مثلاً لڑکیوں کو آئندہ سسرال میں کس طرح زندگی گذارنی ہے۔ شوہر کے کیا حقوق ان پر عائد ہوتے ہیں۔ ایک مثالی بیوی، مثالی بہو اور مثالی ماں کے کیا اوصاف و صفات ہیں۔ صبر پر اسلام نے کیا کیا اجر و ثواب متعین کیا ہے۔ خودکشی، بداخلاقی و بدکرداری کے دنیا و آخرت میں کیا نقصانات ہیں ان سب کے متعلق عورتوں کو تعلیم دی جانی چاہئے اور ان کی اس طرح تربیت کی جانی چاہئے جس کے ذریعہ وہ مثالی بیٹی، مثالی بیوی، مثالی بہو، مثالی ساس اور مثالی عورت کا کردار معاشرہ میں ادا کر سکے۔ اور اسی طرح لڑکوں کی ایسی تعلیم و تربیت کی جانی چاہئے جس سے وہ مثالی بیٹا، مثالی شوہر، مثالی باپ اور مثالی مرد کا کردار معاشرہ میں ادا کر سکے۔

اللہ ہمیں اپنا احتساب کرنے اور برائیوں سے خود بچنے اور دوسروں کو بچانے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے اور ہماری زندگی کو اسلام کا سچا ترجمان بنادے تاکہ دوسروں کو نصیحت و درس حاصل ہو۔

وما توفیقی الا باللہ وعلیہ توکلت والیہ انیب۔

☆☆☆

- ۱۵۔ کنز العمال علامہ علاؤ الدین علی المتقی مؤسسه الرسالة بیروت ۱۹۸۵
- ۱۶۔ نیل الأوطار محمد الشوکانی دار احیاء التراث العربی بیروت
- ۱۷۔ الترغیب والترہیب حافظ زکی الدین عبد العظیم درالایمان دمشق بن عبد القوی المنذری
- ۱۸۔ مجمع الزوائد حافظ نور الدین علی بن ابی دار الکتاب العربی بکر الہیثمی بیروت
- ۱۹۔ مرقاة المفاتیح ملا علی بن سلطان محمد القاری مکتبہ امدادیہ ملتان
- ۲۰۔ المعجم المفہرس لألفاظ لفیف من المستشرقین مکتبہ بریل فی مدینة لندن (۱۹۳۶)
- ۲۱۔ رد المحتار علامہ ابن عابدین الشامی دارالکتب العلمیة بیروت
- ۲۲۔ المحلّی ابن حزم الاندلسی دارالکتب العلمیة بیروت
- ۲۳۔ الہدایة برہان الدین علی بن ابی بکر کتب خانہ رشیدیہ دہلی
- ۲۴۔ الفقہ الاسلامی وادلته وہبہ الزحیلی دارالفکر بیروت
- ۲۵۔ فقہ السنۃ السید سابق دارالکتب العربی بیروت
- ۲۶۔ استاذ المرأة محمد بن سالم بن حسین مکتبہ الثقافۃ المدینة
- ۲۷۔ المسلم پرسن لا اور اسلام کا کرا دی البہانی شمس تبریز خان مجلس تحقیقات و نشریات لکھنؤ
- ۲۸۔ سیرۃ النبی علامہ سید سلیمان ندوی دارالمصنفین، اعظم گڑھ

- ۲۹۔ جہیز ایک ناسور مولانا محمد شمشاد ندوی فرید کبڈ پو دہلی
- ۳۰۔ مغربی میڈیا اور اس کے اثرات مولانا نذر الحفیظ ندوی
- ۳۱۔ انڈیا ٹوڈے دہلی
- ۳۲۔ دینک بھاسکر ہندی جے پور
- ۳۳۔ سر روزہ دعوت نئی دہلی
- ۳۴۔ ندائے ملت لکھنؤ
- ۳۵۔ نقیب امارت شرعیہ بہار
- ۳۶۔ ریڈینس (انگریزی) دہلی
- ۳۷۔ دی جنرل مسلم ورلڈ لیگ مکہ سعودی عرب (انگریزی)
- ۳۸۔ ترجمان جنوب بنگلور
- ۳۹۔ تعمیر حیات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ



مصنف کی دیگر کتابیں

- ۱۔ جہیز ایک ناسور (پہلا ایڈیشن) ، جہیز ایک ناسور (دوسرا ایڈیشن) ، جہیز ایک ناسور (ہندی ایڈیشن)
- ۲۔ ہندوستان میں عورتوں کو درپیش مسائل و مشکلات ۳۔ اصلاح معاشرہ اور اسلام
- ۴۔ جان و مال اور عزت کی قدر و قیمت ۱۸ اسلام کا نظام طلاق
- ۵۔ چند عظیم شخصیات ۱۹ ارکان اسلام
- ۶۔ عورت اسلامی معاشرہ میں ۲۰ نظام الطلاق فی الاسلام و اہمیت و ضرورت
- ۷۔ یاد رفتگان ۲۱ مہد سے لحد تک
- ۸۔ اسلام کا نظام تجارت ۲۲ اصلاح معاشرہ اور اسلام (جلد دوم)
- ۹۔ نقوش ہدایت ۲۳ منتخب احادیث مع ترجمہ
- ۱۰۔ مدارس اسلامیہ اور جدید تقاضے ۲۴ تحفۃ الاطفال
- ۱۱۔ چراغ راہ ۲۵ حقوق العباد
- ۱۲۔ اسلامی معلومات (سوال و جواب کی آئینہ میں) ۲۶ جہیز علماء اسلام کی نظر میں
- ۱۳۔ رشوت کی شرعی حیثیت ۲۷ ۱۰۰ مسلم مجاہدین آزاد
- ۱۴۔ اسلامی نعت رسول اکرم ﷺ ۲۸ چمن چمن کے پھول (پسندیدہ اشعار کا مجموعہ)
- ۱۵۔ مدارس اسلامیہ کے طلبہ: خصوصیات اور مواقع ۲۹ مذاہب عالم
- ۱۶۔ اسلامی معاشرہ ۳۰ مطالعہ کتب
- ۱۷۔ مثالی خاندان

MUJAHID.
XTGEM.COM

MUJAHID.
XTGEM.COM